فصل (۳۲)

حضرت رسول خدا ص کی رحلت کے بعد حضرت فاطمہ زہرا ع کی حیات طیبہ

حضرت امام صادق ع فرماتے ہیں۔

حضرت رسول خدا ص کی رحلت کے بعد حضرت فاطمہ زہرا ع ایکسو پچھتر [۱۷۵] روز تک زندہ رہیں اور اس چھ ماہ کے عرصہ میں انھیں مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ وہ ہر جمعہ کے روز شہدار کے مزاروں کی زیارت کے لیے دو مرتبہ بقیع میں تشریف لے جایا کرتیں اور دوشنبہ اور پنجشنبہ کے روز بھی ان مزاروں کی زیارت کے لیے جایا کرتیں۔ اور کہا کرتیں۔ یہاں حضرت رسول خدا ص ہوا کرتے تھے۔ اور اس طرف مشرکین رہا کرتے تھے۔

حضرت امام صادق ع فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ وہاں نماز پڑھا کرتیں اور دعایئں کیا کرتیں۔ اور اپنی رحلت کے وقت تک اسی طرح عبادت الہٰی میں مشغول رہا کرتیں۔

حضرت امام محمد باقر ع فرماتے ہیں کہ اس کے بعد کسی نے حضرت فاطمہ ع کو کبھی مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔

سیرت نبوی میں ہے کہ حضرت رسول خدا ص کی رحلت کے بعد

فاطمہ زہراؑ چھ ماہ زندہ رہیں۔ اور اس عرصہ میں وہ ایک مرتبہ بھی نہیں مسکرائیں۔

اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ جب فاطمہ زہراؑ نے اپنا تابوت دیکھا۔ اور اس میں پردہ کا اہتمام ملاحظہ فرمایا تو ان کے لبوں پر تبسم آ گیا۔

اور حضرت فاطمہؑ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے پردہ کو قائم رکھے کہ جس طرح تم نے میرے پردہ کا اہتمام کیا ہے۔[1]

ابو الفرج اصفہانی: بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خداؐ کی رحلت کے بعد حضرت فاطمہؑ کتنے دن زندہ رہیں۔؟

اس بارے میں مختلف اقوال ہیں:

ابو جعفر محمد بن علیؑ نے کہا ہے کہ وہ صاحب فراش تین مہینے زندہ رہیں۔ اور تین مہینے علیل رہنے کے بعد اس جہان سے عالم جاودانی کو کوچ کر گئیں۔

اکثر مورخین نے بیان کیا ہے کہ حضرت رسول خداؐ کی رحلت کے بعد حضرت فاطمہ زہراؑ چھ ماہ تک زندہ رہیں۔[2]

---

۱ سیرۃ النبویہ ص ۱۶۵ - ۱۶۳

۲ "مقاتل الطالبین" ص ۴۹ طبع بیروت۔

حضرت فاطمہ زہراؑ تین ماہ تک اپنے بابا جانؐ کی امت کے ہاتھوں آزار، مصائب اور تازیانوں پر تازیانے کھاتی رہیں۔ اور تین ماہ بستر علالت پر رہیں۔

علامہ مجلسیؒ: حضرت فاطمہ زہراؑ حضرت رسول خداؐ کی رحلت کے بعد کب تک زندہ رہیں؟ اس میں اختلاف نظر ہے۔ کسی نے آٹھ ماہ۔ و چھ ماہ و تین ماہ اور چالیس روز بیان کیے ہیں۔

حسن بن علی نے حارث کی زبانی اور انہوں نے ابن سعد اور انہوں نے واقدی سے۔ انہوں نے عمرو بن دینار کی زبانی بیان کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ ابو جعفر محمد بن علیؑ نے علالت کی مدت تین ماہ بیان کی ہے۔[1]

ثقۃ الاسلام کلینیؒ بیان کرتے ہیں۔ حضرت فاطمہ زہراؑ کی بعثت کے پانچویں سال میں ولادت سعادت بخش ہوئی۔ اور جب حضرت فاطمہ زہراؑ نے شہادت پائی تو آنجنابؑ کا سن شریف اٹھارہ سال اور پچھتر روز تھا۔ اور اپنے بابا جانؐ کی رحلت کے بعد پچھتر روز زندہ رہیں۔

حضرت امام جعفر صادقؒ کے قول کو بیان کرتے ہیں۔ حضرت رسول خداؐ کی رحلت کے بعد حضرت فاطمہ زہراؑ پچھتر روز تک اس دار فانی میں رہیں۔ ان پر وہ مصائب اور مظالم ڈھائے گئے کہ جن کا تصور بھی دل ہلا دیتا ہے۔ انھیں اپنے بابا جانؐ کی مفارقت کا بے حد صدمہ تھا۔ حضرت جبرئیلؑ ان کی خدمت میں حضرت رسول خداؐ کی وفات پر تعزیت اور پرسہ دینے آیا کرتے

---

۱ بحار ج ۴۳ ص ۲۱۵

تھے۔ اور انھیں ان کے بابا جان ص کی خبریں سنایا کرتے۔ ان کے مقام اور مرتبہ کو بتاتے۔ ان کی اولاد۔ ذرّیت کے واقعیات سے آگاہ کرتے اور حضرت علی ع ان تمام خبروں کو اپنے قلم سے تحریر فرمایا کرتے۔ [1]

علامہ المقرم رح بیان کرتے ہیں:

حضرت فاطمہ زہراء ع کی رحلت کی خبروں میں اختلاف ہے۔

ایک قول ہے کہ حضرت فاطمہ ع اپنے باباجان حضرت محمد مصطفےٰ ص کی رحلت کے بعد پچھتر روز زندہ رہیں۔ اور مورخین کی اکثریت اسی قول کو قبول کرتی ہے۔

کافی میں حضرت امام صادق رح کی حدیث ہے کہ حضرت فاطمہ زہراء ع اپنے جان ص کی رحلت کے بعد پچھتر روز تک زندہ رہیں۔ اسی روایت کو شیخ مفید اختصاص میں اور سید بحرانی معالم الزلفیٰ ص ۱۲۳ پر مرقوم کرتے ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے: کہ حضرت فاطمہ ع اپنے بابا جان ص کی رحلت کے بعد چالیس روز تک زندہ رہیں۔ [2]

تیسرا قول یہ ہے: کہ حضرت فاطمہ زہراء ع جمادالآخر میں اس جہان سے عالم سرمدی کی طرف کوچ فرما گئیں۔ [3]

---

[1] امکانی ج ص ۴۵۸

[2] مروج الذہب" ج ۱ ص ۴۰۳۔ وروضۃ الواعظین ص ۱۳۰
کتاب سلیم ص ۳۰۳۔ کشف الغمہ ص ۱۴۹ تاریخ القرمانی۔

[3] مصباح کفعمی۔ مصباح المتہجد ص ۵۵۴ "اقبال" سید ابن طاوس۔
بحار" ج ۱۰ ص ۱ مقاتل الطالبین ص ۱۹

حضرت امام محمد باقر ع نے حضرت فاطمہ ع کی حیات بعد الرسول ص تین ماہ بیان کی ہے۔

چوتھا قول یہ ہے: بروز بیس جمادی الآخر کو حضرت فاطمہ زہراء ع نے شہادت پائی۔ [1]

پانچواں قول یہ ہے: کہ حضرت رسول خدا ص کی رحلت کے بعد فاطمہ زہراء ع اس دنیا میں ۸۷ روز زندہ رہیں۔ [2]

چھٹا قول یہ ہے: کہ حضرت فاطمہ زہراء ع حضرت رسول خدا ص کے بعد ایک سَو روز تک زندہ رہیں۔ [3]

ساتواں قول یہ ہے کہ حضرت فاطمہ ع صرف ساٹھ روز تک زندہ رہیں۔ [4]

آٹھواں قول: چھ ماہ مدت بیان کی ہے۔ [5] اور چار ماہ اور آٹھ ماہ کی بھی روایتیں نظر آتی ہیں۔

نواں قول یہ ہے کہ حضرت فاطمہ زہراء ع ۹۵ روز زندہ رہیں [6]

---

[1] دلائل الامامت — ص ۴۶

[2] مناقب: ابن شہر آشوب ج ۲ ص ۱۱۲

[3] معارف قتیبہ — ص ۶۲

[4] مصباح الانوار۔ شیخ ہاشم حضرت ابوجعفر ع کی حدیث بیان کرتے ہیں۔

[5] اصابہ۔ ابن حجر۔

[6] بحار ج ۱۰ ص ۵۲

دسواں قول یہ ہے: کہ ماہ رمضان میں حضرت فاطمہ ؑ کی رحلت ہوئی۔ [1]

علامہ مجلسی رح بیان فرماتے ہیں:

حضرت فاطمہ ؑ کی شہادت کی تاریخ وہی ہے کہ جو حضرت امام صادق رح نے فرمائی ہے۔ کہ حضرت رسول خدا ؐ کی رحلت کے بعد "پچھتر روز زندہ رہیں۔ اگر حضرت رسول خدا ؐ کی وفات ۲۸ صفر کو واقع ہوئی تو پھر حضرت فاطمہ زہرا ؑ کی رحلت جمادی الاول کے وسط میں واقع ہوئی ہے۔ اور اگر حضرت رسول خدا ؐ ۱۲ ربیع الاول کو لقاء رحمان کے لیے سدھارے تو حضرت فاطمہ ؑ جمادی الاولیٰ کے آخر میں اس دنیا سے رخصت ہوگئیں۔ ابوالفرج نے امام باقر ؑ سے تین ماہ مدت حیات بیان کی ہے۔ یہ اس قول کے مطابق ہے کہ حضرت فاطمہ ؑ کی شہادت تیسری جمادی الآخر کو واقع ہوئی۔ اور ابو بصیر نے امام صادق رح سے حدیث بیان کی ہے۔ اور طبری نے بھی اس روایت کو قبول کیا ہے۔ حضرت امام صادق رح نے فرمایا: کہ حضرت فاطمہ ؑ کی ولادت حضرت رسول خدا ؐ کی زندگی کے ۴۵ ویں سال میں واقع ہوئی۔ اور جمادی الآخر کی بیسویں تاریخ تھی۔ اور وہ حضرت رسول خدا ؐ کی رحلت کے "پچھتر روز زندہ رہیں۔ [2]

---

[1] نورالابصار ص۴۲۔ مناقب خوارزمی ج ا ص۸۳۔ اصابہ۔ ابن حجر ج ۴ ص۲۸۰ وفات صدیقہ زہرا ؑ ص۱۱۴-۱۱۵

[2] بحار ج ۴۳ ص۲۱۵-۲۱۶۔ دلائل الامامت ص۴۵

فصل (۳۳)

حضرت فاطمہ ؑ کی شہادت اور آنحضرت ؐ کا سپرد زمین کیا جانا

حضرت فاطمہ زہرا (ع) کی شہادت

حضرت فاطمہ زہرا (ع) کو زدوکوب کیا گیا اور اسی کے اثر سے بطنِ مبارک میں حضرت محسن (ع) کی شہادت ہوئی۔ اور مخدومۂ کونین بھی اسی حادثہ میں شہید ہوگئیں۔ خدا کی لعنت ہو اس قاتل لعین ابن لعین پر کہ جس نے فخر دو جہان رسول عالمیان کی صاحبزادی سیدۂ نساء عالمین کو شہید کیا۔

حضرت مریم بنت عمران (ع) نے حضرت فاطمہ زہرا (ع) کی تیمارداری کی۔

حضرت فاطمہ (ع) رسول خدا ص کی رحلت کے بعد چھ مہینے سے زیادہ زندہ نہیں رہیں۔

وصیت

بحار الانوار مجلسی میں! اس طرح ہے کہ فضہ سے ایک طویل روایت نقل کی ہے۔

" حضرت فاطمہ زہرا (ع) ہر روز حسنین (ع) کے ہمراہ بیت الاحزان جایا کرتیں دن بھر وہاں عبادت کرتیں اور گریہ کرتیں اور رات کو حضرت علی (ع) کے ہمراہ گھر واپس آجاتیں۔ اسی روایت میں ہے کہ بیماری کا تیسرواں روز

تھا۔ حضرت علی (ع) نماز ظہر کے بعد گھر آرہے تھے۔ راستہ میں کنیز روتی ہوئی ملی۔ آپ نے اس کے گریہ کا سبب دریافت کیا! عرض کیا مولا بی بی فاطمہ (ع) زہرا کی خبر لیجئے۔ وہ بہت جلد اپنے بابا جان ص کی خدمت میں پہونچنے والی ہیں۔

حضرت بہت تیزی سے گھر پہونچے اور دیکھا کہ خاتون جنت (ع) کبھی دائیں کروٹ بدلتی ہیں اور کبھی بائیں پہلو پر کروٹ لیتی ہیں۔ علی (ع) نے اپنی عباء کو اتار کر پھینکا اور قمیص کے بٹن کھول کر مخدومہ کے سرہانے بیٹھ گئے اور بلند آواز سے کہا یا زہرا (ع) یا بنت محمد! رسول اللہ ص۔ اے فخر انبیاء کی لخت جگر۔ جس نے ملائکہ مقرب کو آسمانوں میں نماز پڑھائی۔ اے فاطمہ زہرا (ع) مجھ سے باتیں کرو میں علی ہوں۔ تمہارا ابن عم!

بی بی (ع) نے آنکھیں کھولیں اور رونے لگیں! اے خاتون جنت طبیعت کیسی ہے؟

جواب دیا! میں عنقریب تم سے جدا ہونے والی ہوں۔ میری وصیتیں سن لو!

۱۔ آپ شادی ضرور کریں۔ اور ایک رات میرے بچوں کے ساتھ اور ایک رات اپنی زوجہ کے ساتھ بسر کریں۔ امامہ کے ساتھ شادی کریں۔

۲۔ میرے بعد میرے بچے یتیم ہوجائیں گے۔ وہ اب غریب اور دل شکستہ ہوں گے۔ انھیں میری خاطر سے کبھی مت جھڑکنا کل یہ اپنے نانا جان سے محروم ہوئے ہیں اور آج ماں سے بچھڑ رہے ہیں۔ علی اگر ان سے کوئی تقصیر اور کوتاہی ہو جائے تو میرے حق سے میرے بچوں کو معاف کر دینا۔ سنا ہے کہ ماں کے مرجانے سے بچوں کا دل مرجاتا ہے۔

۳۔ جب میرے اوپر یٰسین کی تلاوت کرنا تو سمجھ لینا کہ میں اپنے

با اجان سے ملحق ہوگئی ہوں مجھکو خود غسل دینا اور میرے کپڑوں کو میرے بدن سے جدا مت کرنا۔

۴۔ نماز جنازہ میں صرف میرے قریبی عزیزوں کو شریک کرنا۔

۵۔ میرا تابوت رات کی تاریکی میں اٹھانا۔

۶۔ امامہ سے شادی کرنا اور فرزند کا نام عباس رکھنا اور میرا سلام کہنا۔

۷۔ میرے واسطہ اس طرح کا تابوت بنائیں کہ میری نعش پر کسی کی نظر نہ پڑے۔

۸۔ جن لوگوں نے مجھ کو آزار دئے ہیں مجھ پر ستم ڈھائے ہیں وہ میری تشییع جنازہ میں شریک نہ ہوں۔

۹۔ مجھے قبر میں اتاریں اور لحد میں سلا کر قبر کی مٹی کو درست کر کے سرہانے بیٹھ کر میرے منہ کے سامنے رخ کر کے قرآن مجید کی تلاوت اور دعائیں پڑھنا۔ کیونکہ تنہائی میں کسی مونس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور مرجانے والوں کو زندوں کے انس کی ضرورت ہوتی ہے۔

۱۰۔ پس یا علی تمہیں خدا کو سونپا خدا حافظ میرے بچوں کا خیال رکھنا۔

اولاد کے بارے میں وصیت کرنے کے بعد اپنی بڑی بیٹی کو سینہ سے لگایا۔ میری بیٹی زینب تو میری جانشین ہے اور میرے بعد تم ہی اس گھر کی مالکہ ہو۔ تمہیں بھی اللہ کے سپرد کیا۔

یا علی میں تمہیں اللہ کو سونپتی ہوں اور میری آخری وصیت یہ ہے کہ قیامت تلک میری ہونے والی اولاد کو میرا سلام پہونچانا۔ والسلام والسلام والسلام۔

بحار کی روایت ہے فضہ کہتی ہیں حضرت علی (ع) نے فرمایا :

"کفن پہنانے کے بعد میں نے آواز دی یا ام کلثوم یا زینب یا فضہ یا حسن یا حسین (ع) آؤ اپنی مادر گرامی سے رخصت ہولو اور اماں جان کی آخری زیارت کرلو۔ کیونکہ اس فراق کا آخری کنارہ قیامت ہے۔

امام حسن اور امام حسین (ع) نے جنازہ کا رخ کیا اور وہ دونوں شاہزادے یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے نانا جان بھی رخصت ہو چکے اور مادر گرامی نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔ اب ہمارے ناز کون اٹھائے گا۔ مادر گرامی نانا جان کو ہمارا سلام پہونچانا۔ آپ کے بعد ہم یتیم ہیں۔

حضرت امیرالمومنین فرماتے ہیں کہ اپنے بیٹوں کے بیان سے معصومہ کی نعش تڑپنے لگی اور ان کے رونے کی آواز آئی۔ دونوں ہاتھوں سے حسین (ع) کو سینہ اقدس سے لگالیا۔ اور کافی دیر گذر گئی۔ ہاتف کی آواز آئی اے ابوالحسن (ع) دونوں شاہزادوں کو ماں سے جدا کردو۔ خدا کی قسم ان کی وجہ سے آسمان میں ملائکہ کی صفوں میں گریہ طاری ہوگیا ہے۔ زمین اور آسمان رو رہے ہیں۔

حضرت علی (ع) نے شاہزادوں کو ماں کی میت سے جدا کیا۔

حضرت علی نے جنت البقیع میں چالیس قبریں بنائی ہیں اور سب قبروں پر پانی چھڑکا۔ بحار الانوار میں ہے کہ جب حضرت علی (ع) نے قبر میں میت اتاری تو لحد سے دو ہاتھ برآمد ہوئے اور انھوں نے بتول کی میت کو لے لیا۔

ابن شہر آشوب کہتے ہیں کہ وہ رسول خدا ص کے ہاتھ تھے۔

شیخ عباس قمی نے مصباح الابرار سے نقل کیا ہے حضرت

امام صادق (ع) سے دریافت کیا کہ امیرالمومنین نے حضرت فاطمہ کا جنازہ کتنی تکبیروں سے پڑھا۔ تو حضرت نے جواب دیا کہ جب حضرت امیرالمومنین تکبیر کہتے تھے۔ تو جبرئیل اور ملائکہ مقرب جواب میں تکبیر کہتے تھے۔ حضرت علی (ع) نے پانچ تکبیریں پڑھیں۔ پھر دریافت کیا کہ جنازہ کہاں پڑھا یا گیا؟ فرمایا بیت الشرف میں نماز میت پڑھی گئی۔

دفن کرنے کے بعد قبر کے کنارہ بیٹھ گئے اے زمین نے اپنی امانت تیرے سپرد کی یہ رسول خدا کی دختر ہیں۔ زمین سے آواز آئی مولا آپ کو تراب کہتے ہیں۔ بی بی فاطمہ (ع) میری ماں کی حیثیت سے ہیں اور میرا وجود ہی انہیں کے صدقہ میں ہے۔ میں اپنی ماں کی خدمت کروں گی۔ آپ کی امانت کی حفاظت کروں گی۔

سنئے: بیت الاحزان میں شیخ ابو جعفر طوسی سے روایت ہے کہ جب حضرت امیرالمومنین (ع) مخدومہ کونین (ع) کو دفن کر چکے تو قبر کی مٹی کو ہاتھ سے جھاڑا اور رُخ انور سے آنسوؤں کی برسات شروع ہوگئی۔

جناب رسالتماب ص کی قبر کی طرف رخ کر کے عرض کیا "یارسول اللہ میری طرف سے آپ پر سلام ہو۔ اور آپ کی بیٹی۔ آنکھوں کی ٹھنڈک فاطمہ اطہر (ع) کی طرف سے بھی سلام قبول ہو۔ وہ آپ کی زیارت کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔ یارسول اللہ میرا کاسہ صبر لبریز ہو چکا ہے اور دامن ضبط کوتاہ ہے۔ بس حضور ص کی تاسی کا سہارا ہے۔ میں نے آپ کو اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا وہ بھی میرے واسطہ بڑی مصیبت تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون"

حضور کی امانت مجھ سے واپس لے لی گئی یارسول اللہ! زہرا اطہر (ع)

مجھ سے بچھڑ گئیں اب زمین و آسمان میرے سامنے بے رونق ہیں۔ میرا غم ختم نہیں ہوگا۔ میں اس غم کو کبھی فراموش نہیں کروں گا۔ میں زندگی بھر عزادار رہوں گا۔ یہاں تک کہ خدا مجھ کو بھی اسی منزل پر پہنچا دے کہ جہاں آپ ہیں یارسول اللہ ص۔ کتنی جلدی ہمارے درمیان فراق ہوگیا۔ اللہ کی طرف شکوہ ہے۔ آپ کی امت نے کیا کیا وہ آپ کی بیٹی آپ کو بتائیں گی۔ میرے ساتھ کیا سلوک کیا گیا اور ان پر کیا ستم ڈھائے گئے وہ سب بیان کریں گی۔ اس کے بعد حضرت رسول خدا ص کی قبر پر زیارت پڑھی اور پھر اپنے مصائب بیان کئے اور فاطمہ زہرا (ع) کے مصائب دہرائے اور تعویز قبر پر پانی چھڑکا۔ اور اس کے بعد کافی دیر تلک روتے رہے۔ پھر اپنے چچا جان حضرت عباس کے ہمراہ واپس گھر تشریف لائے۔

حضرت سلمان فارسی کی زبانی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک روز میں حضرت مخدومہ کونین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ دونوں شاہزادے حسن اور حسین (ع)، بی بی (ع) کے پاس بیٹھے ہیں اور آپ انھیں دیکھ کر خوش ہو رہی ہیں۔ اسی وقت حضرت پیغمبر ص تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا اے خدا کے رسول ص اہل بیت کی شان میں کچھ بیان فرمائیں۔ جس سے میرے عرفان میں اضافہ ہو اور مجھ کو ان کی معرفت میں کچھ کمال حاصل ہو۔

حضور ص نے فرمایا: اے سلمان اللہ تعالیٰ نے مجھ کو معراج پر بلایا۔ حضرت جبرئیل میرے ہمراہ تھے۔ میں فردوس بریں میں باغ اور قصر کی سیر کر رہا تھا کہ مجھ کو ایک ایسی خوشبو آئی کہ جس سے دل و دماغ معطر ہو گئے۔ وہ خوشبو مجھ کو بے حد پسند آئی۔ میں نے جبرئیل (ع) سے دریافت کیا کہ یہ کس چیز کی خوشبو ہے کہ جس کا جنت کی ہر خوشبو پر غلبہ ہے۔ جبرئیل نے کہا یا رسول اللہ ص یہ ایک سیب ہے کہ جس کو اللہ نے ید قدرت سے پیدا کیا ہے۔ یہ تین سو سال سے اسی طرح اپنی مہک سے معطر کر رہا ہے۔ لیکن ہم نہیں جانتے کہ اس سیب کی غرض خلقت کیا ہے۔ وہی سیب مجھ کو معراج میں تحفہ میں ملا۔ اس سیب کو میں نے تناول کیا

تو اس کا جوہر میری پشت میں منتقل ہو گیا اور وہی نور حضرت خدیجہ کے بطن میں منتقل ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو خبر دی کہ اب فاطمہ زہرا (ع) کی ولادت کی بشارت لو۔ فاطمہ انسانی شکل میں حور ہوں گی اور ان کا کفو علی بن ابی طالب ہیں۔ ہمارا فیصلہ ہے کہ معصوم کا عقد معصوم سے ہو۔ اور نور کا رشتہ نور سے ہو۔ ان دونوں سے تمہاری پاک و پاکیزہ ذریت پیدا ہو گی۔ اور دو شاہزادے حسن اور حسین ہوں گے۔ یہ دونوں تمہارے فرزند جنت والوں کے چشم و چراغ ہوں گے۔ اور ان سے آئمہ معصومین (ع) پیدا ہوں گے اور ان آئمہ (ع) کو شہید کیا جائے گا۔ ان کی نصرت کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔ ان کے دشمنوں اور قاتلوں کے لئے دوزخ ہے۔

شیخ ابو جعفر طوسی: مصباح الانوار میں انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ص نے ایک روز صبح کی نماز کے بعد اپنا چہرۂ انور ہماری طرف کیا اور ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ص یہ آیت!

"فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وَحَسُنَ اولئك رفيقاً"، کا مقصد کیا ہے۔

ہمارے واسطے بیان فرمائیں۔

حضرت رسول خدا ص نے فرمایا کہ میں تمام انبیاء (ع) کی اکمل فرد ہوں۔ میری بیٹی فاطمہ اور حسن اور حسین صالحین کی اکمل فرد ہیں۔ علی بن ابی طالب (ع) صدیقین کی اکمل فرد ہیں۔ میرے چچا جان حضرت حمزاء

شہداء کی اکمل فرد ہیں۔

اس کے بعد حضرت ؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہم پنجتن پاک کو اس وقت پیدا کیا کہ جب آسمان کا شامیانہ اور زمین کا فرش نہیں تھا۔ نہ جنت تھی۔ نہ دوزخ تھا۔ نہ سورج تھا اور نہ چاند تھا۔ نہ روشنی تھی اور نہ تاریکی تھی۔ پروردگار عالم نے پہلے ایک نور خلق کیا۔ پھر ایک روح پیدا کی اور ان دونوں کو ملا دیا اور ہم پنجتن کو پیدا کر دیا۔ ہم اس وقت حمد خدا کرتے تھے کہ جب کوئی حمد کرنے والا نہیں تھا۔ ہم اس وقت خدا کی تسبیح پڑھا کرتے تھے کہ ہماری بزم میں کوئی نہیں تھا، پھر اللہ نے میرے نور سے عرش پیدا کیا۔ اور میری بیٹی کے نور سے آسمان اور زمین پیدا کئے اور میرے بھائی علی کے نور سے ملائکہ پیدا کئے۔ اور حسن (ع) کے نور سے چاند سورج پیدا کئے اور حسین (ع) کے نور سے جنت و حور پیدا کئے اور ہم سب ان سے افضل ہیں۔

پھر خدا نے تاریکیوں کو حکم دیا کہ آسمان پر چھا جائیں۔ چنانچہ آسمان تیرہ و تار ہو گئے۔ اور فرشتے فریاد کرنے لگے۔ تسبیح و تقدیس کی آوازیں آنے لگیں۔ اور سب نے درخواست کی پروردگار پنجتن پاک کے صدقہ میں تاریکیوں کو مٹا دے۔ پس خداوند عالم نے میری بیٹی کے نور سے ایک قندیل نور روشن کی اور اس کو عرش پر آویزاں کر دیا۔ اس کے نور سے تمام آسمان جگمگا اٹھے اور زمین بھی روشن ہو گئی۔ اسی وجہ سے میری بیٹی کو زہرا کا لقب ملا ہے۔

فرشتوں نے جب جگمگاتی قندیل کو دیکھا تو دریافت کیا پروردگار یہ کس ہستی کا نور ہے۔ جس نے زمین و آسمان کو منور کر دیا ہے۔ خداوند عالم نے فرمایا کہ یہ نور میں نے اپنی کنیز خاص فاطمہ کے نور

سے پیدا کیا ہے کہ جو میرے حبیب محمد مصطفیٰ (ص) کی بیٹی ہے اور میرے ولی خاص علی (ع) کی زوجہ ہے اور وہ میرے حبیب کے بھائی اور میری حجتوں کے والد ہیں۔ اے ملائکہ میں تمہاری عبادتوں اور تسبیحوں کا ثواب اپنی اس کنیز خاص اور اس کے شیعوں کو اور محبت رکھنے والوں کے لئے معین کرتا ہوں۔

جناب فضل بن عمر حضرت امام جعفر صادق (ع) سے روایت کرتے ہیں کہ جب بی بی خدیجہ نے حضرت محمد مصطفیٰ سے نکاح کیا تو مکہ معظمہ کی عورتوں نے ان کا بائیکاٹ کر دیا کہ کوئی عورت ان کے پاس نہیں آتی تھی۔ خداوند عالم نے بی بی خدیجہ کو بشارت دی کہ تم ہماری کنیز خاص کی ماں بنو گی۔ حضرت فاطمہ (ع) کا نور جب حضرت خدیجہ کے بطن میں منتقل ہوا تو حضرت فاطمہ (ع) نے اپنی والدہ صاحبہ سے باتیں کرنا شروع کر دیا۔

حضرت رسالت نے ایک روز فرمایا: اے خدیجہ یہ میری بیٹی جو تم سے شکم میں باتیں کرتی ہے۔ اللہ نے اس کو ایک بہترین اور مبارک اور پاکیزہ خوشبو بنایا ہے۔ اسی بیٹی سے میری نسل چلے گی۔ چنانچہ جب وقت ولادت قریب ہوا تو بی بی خدیجہ تنہائی کی وجہ سے غمناک رہنے لگیں۔ خداوند عالم نے چار بیبیاں بھیج دیں ان میں سے ایک نے کہا اے بی بی گھبراؤ مت ہم تمہاری خدمت کے لئے آ گئے ہیں میں سارہ ہوں۔ یہ آسیہ ہیں۔ یہ مریم (ع) اور کلثوم حضرت موسیٰ کی بہن ہیں۔ ابھی یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ حضرت فاطمہ زہرا (ع) کی ولادت ہوئی۔ اور ان کے نور سے تمام گھر بلکہ معظمہ کے مکان روشن ہو گئے۔

ہر گھر میں روشنی پھیل گئی۔ اور دس حوریں جنت سے نازل ہوئیں۔ کسی کے ہاتھ میں آفتابہ کسی کے ہاتھ میں لگن۔ کسی کے ہاتھ میں لباس جنت، کسی کے ہاتھ میں خوشبو۔ چنانچہ کوثر کے پانی سے۔ بی بی فاطمہ (ع) کو غسل دیا۔ خوشبوؤں سے معطر کیا۔ سفید رنگ کا لباس پہنایا۔ بی بی فاطمہ (ع) نے اپنی ولادت کے بعد یہ کلمات ادا کئے:

"اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وابی محمد
رسول اللہ وسید المرسلین و زوجی علی بن
ابی طالب سید الاوصیاء و اولیاء اللہ واولادی
سادۃ المیامین"

اس کے بعد مخدومہ کونین سیدہ نساء عالمین (ع) نے ہر بی بی کو نام بنام سلام کیا۔ حوران جنت نے بی بی خدیجہ کو مبارک باد دی اور کہا اے خدیجہ مبارک ہو خدا نے تمہیں طاہرہ و مطہرہ و زکیہ بیٹی عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی نسل میں برکت عطا فرمائے۔

بی بی کی ولادت بعثت کے پانچ سال بعد اور پہلی معراج کے تین سال بعد ہوئی۔[1] جمادی الثانی کی بیسویں تاریخ تھی کہ وارث محمد ص نے نبوت کدہ کو اپنی آمد سے امامت ابراہیمی کا گھوارہ بنا دیا۔

حضرت فاطمہ زہرا (ع) حضرت رسول خدا ص کی اکلوتی بیٹی تھیں۔

رقیہ و زینب اور ام کلثوم ہالہ بنت خویلد کی بیٹیاں تھیں اور ان کے والد کا نام ابو الہند تھا۔[2]

---

[1] حضور اکرم کو تین مرتبہ معراج پر جانے کا شرف حاصل ہوا ہے۔

[2] مرجاۃ الانس علامہ معتمدی بدخشانی۔

حدیث اور قرآن سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا (ع) کے سوائے رسول خدا ص کی اور کوئی بیٹی نہیں تھی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت رسول خدا ص اور مومنین کو حکم دیا۔

"ولا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا"

تم اپنی عورتوں کو مشرکین کے عقد میں مت دو۔ جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں۔

یہ قانون مسلمانوں اور رسول خدا ص دونوں کے لئے ہے۔ مگر فرق اتنا ہے کہ مسلمانوں پر اسلام لانے کے بعد اس قانون کی پابندی لازم ہے۔ اور رسول خدا ص اپنی ظاہری بعثت سے قبل بھی اپنی شریعت کے پابند تھے۔

یہ امر مسلمات میں سے ہے کہ آنحضرت ص نے کبھی اپنی شریعت کے فعل حرام کا ارتکاب نہیں کیا۔ نہ قبل بعثت۔ اور نہ بعد بعثت یعنی حضور سرور دوعالم نے کبھی کوئی فعل حرام انجام نہیں دیا۔ کہ جو شریعت محمدی ص میں حرام قرار دیا گیا ہو۔ نہ ظہور اسلام سے پہلے نہ اس کے بعد۔ اور حضرت ختمی مرتبت ص۔ خلقت آدم (ع) سے قبل بھی نبی ص تھے، حضرت ص نے اپنی شریعت کے محرمات کا ارتکاب نہیں کیا۔

حضرت پیغمبر اسلام ص کی شریعت میں اپنی لڑکیوں کا نکاح مشرکین کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ اور یہ ایک حرام کام ہے۔ اور شریعت اسلام میں گناہ کبیرہ قرار دیا گیا ہے۔ لہذا آپ نے اس قانون

کی حفاظت کی ہے اور خدا کے اس حکم کی نافرمانی نہیں کی۔

زینب و رقیہ اور ام کلثوم کو عتبہ و عتیبہ کہ جو ابو لہب کافر کے کافر بیٹے تھے اور ابو العباس بھی کافر ہی رہے اور یہ تینوں لڑکیاں تینوں کافروں کی زوجہ بن کر ان کے گھر میں رہیں۔

اگر یہ لڑکیاں زینب و رقیہ وام کلثوم حضرت رسول خداؐ کی لڑکیاں ہوتیں تو آپؐ ہرگز اپنی لڑکیوں کو مشرکین کے نکاح میں نہ دیتے۔

اور قرآن مجید کی یہ آیت؟

"قل لازواجك وبناتك۔"

یہاں بنات میں بیٹی اور نواسیاں اور ان کی اولاد ہے۔

ارشاد ہے۔

"حرّمت علیکم امہاتکم وبناتکم"

امہات میں تمام مائیں دادی نانی وغیرہ اور بیٹیوں میں سب بیٹیاں یعنی نواسیاں اور پوتیاں آجاتی ہیں۔

اور اگر زینب وام کلثوم اور رقیہ کی وجہ سے صیغہ جمع استعمال ہوا ہے تو وہ آیت حجاب کے نزول سے پہلے ہی فوت ہو چکی تھیں۔

اور حضرت ام کلثوم بنت علی(ع) نے کوفہ کے بازار میں نوحہ پڑھا ہے!

"نحن بنات رسول اللهؐ" اے مسلمانوں ہم تمہارے رسولؐ کی بیٹیاں ہیں۔

حضرت رسول خداؐ کے زمانہ میں سیدہ فاطمہ زہرا کا ایک شرف

اور احترام و وقار برقرار تھا۔ اور رسول خداؐ کی رحلت کے بعد کیا ہوا۔ حکومت کے کارندے حضرت فاطمہ زہرا(ع) کے دروازہ پر آئے اور اعلان کیا کہ جو لوگ اس گھر کے اندر ہیں وہ باہر آجائیں ورنہ ہم اس گھر کو آگ لگا دیں گے۔

حضرت فاطمہ زہرا(ع) نے فرمایا! میں بدکردار ستمگار قوم سے بات نہیں کرتی اور تم لوگ حضرت رسول خدا کا جنازہ چھوڑ کر بھاگ گئے اور رسول خدا کی خلافت کا فیصلہ خود ہی کر بیٹھے۔ اور اس طرح تم نے ہمارے حق کو غصب کیا۔

عمر فوراً ابو بکر کے پاس گئے اور کہا کہ اس مخالفت کرنے والی سے کیوں بیعت نہیں لیتے ابو بکر نے اپنا غلام قُنفذ حضرت علی(ع) کی خدمت میں بھیجا کہ کہو خلیفہ نے طلب کیا ہے۔

حضرت علی(ع) نے دربار خلافت میں جانے سے انکار کر دیا۔

اس کے بعد عمر ایک جماعت کو لے کر حضرت علی کے دروازہ پر آئے اور چیخے چلائے عمر کی چیخ پکار سن کر حضرت فاطمہ زہرا(ع) نے فریاد کی اے رسول اللهؐ ہم کو عمر اور ابو بکر ستا رہے ہیں۔ حضرت فاطمہ(ع) کے گریہ کی آواز پر عمر کے ساتھی رونے لگے۔ اور ان کی اکثریت فرار کر گئی۔ عمر اور ان کے چند ساتھی رہ گئے۔

اب عمر نے سب سے پہلے فاطمہ(ع) کے گھر کو آگ لگائی اور فاطمہ زہرا(ع) کی پشت پر تازیانے اور لات ماری۔ سیدہ غش کھا کر زمین پر گر گئیں۔

مدینہ کے لوگوں کو یہ خبر ہوئی تو وہ عمر کے خلاف ہو گئے۔ عمر ابو بکر

کو لے کر پھر فاطمہ کو راضی کرنے کے لئے اسی دروازہ پر آئے کہ جس کو کل جلا گئے تھے۔

اے رسول خدا کی بیٹی بھول سے غلطی ہو گئی۔ عمر غصہ میں بھر گیا تھا اس لئے یہ سب کچھ ہو گیا۔ اور فاطمہ زہرا (ع) کو بلند آواز سے دونوں شیخوں نے سلام کیا۔ اور بی بی فاطمہ زہرا (ع) نے ان کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ ابو بکر نے کہا اے رسول خدا کی پیاری بیٹی تمہیں رسول کا واسطہ ہم سے کچھ کلام کرو۔

حضرت فاطمہ زہرا (ع) نے کہا۔ میں تمہیں رسول خداؐ کی ایک حدیث سناتی ہوں۔

میں قسم دے کر تم سے یہ سوال کرتی ہوں۔ کیا تم نے حضرت رسول خداؐ کی زبان حق پرست سے یہ نہیں سنا کہ حضورؐ نے فرمایا:

"فاطمۃ بضعۃ منی" فاطمہ میرا ٹکڑا ہے فاطمہ کی خوشنودی میری خوشنودی ہے اور فاطمہ کا غضب میرا غضب ہے۔ پس جس نے میری بیٹی فاطمہ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ اور جس نے فاطمہ (ع) کو خوشنود کیا اس نے مجھ کو خوشنود کیا۔ اور جس نے فاطمہ (ع) کو غضبناک کیا اس نے مجھ کو غضب ناک کیا۔ دونوں شیخوں نے اقرار کیا کہ ہاں ہم نے یہ حدیث حضرت رسول خدا کی زبانی سنی ہے۔

اس کے بعد حضرت فاطمہ زہراء (ع) نے خدا اور اس کے ملائکہ کو گواہ بنا کر کہا:

"تم لوگوں نے مجھ کو غضبناک اور آزردہ خاطر کیا ہے۔ اور میں تم سے ناراض ہوں۔ اور جب رسول خدا سے ملاقات کروں گی تو

تم دونوں کی شکایت کروں گی۔ اور اپنی ہر نماز کے بعد تم دونوں کے حق میں بد دعاء کروں گی۔ [۱] ازالۃ الخفاء اردو ترجمہ مقصد دوم ابوبکر ص ۲۲۶۔

[۱] کتاب امامت والسیاست ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ مطبوعہ مصر۔ الجزء الاول ص ۱۴۔ تاریخ طبری جزء الثالث ص ۱۹۸۔ تاریخ ابی الفداء جزء اول ص ۱۵۶۔ مروج الذہب ج ۳۔ ص ۲۴۔ استیعاب ج ۱ ذکر ابی قحافہ ابو بکر ص ۳۴۵۔

ابوبصیر کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفرؑ نے فرمایا: حضرت زہراؑ کی شہادت قنفذ لعین کی تلوار کے نغل اور تازیانوں کی ضربت سے واقع ہوئی اور قنفذ کو اس کے آقا عمر نے حکم دیا تھا اسی زدوکوب میں محسنؑ کا اسقاط ہوا اور آنحضرتؑ صاحب فراش ہوگئیں۔ حضرت فاطمہ زہراؑ نے اپنے ستانے والوں۔ آزار دینے والوں کو معاف نہیں کیا اور اپنی عیادت کے لیے بھی ان کا آنا پسند نہیں فرمایا؛ اور انھیں اجازت نہیں دی [1]

محدث قمی رح حضرت فاطمہ زہراؑ کی شہادت ابوبکر اور عمر کے غلام قنفذ کی تلوار کے نغل کی ضربت سے واقع ہوئی [2]

حضرت فاطمہ زہراؑ دروازہ پر تھیں کہ عمر نے اپنے پیروں کی لگد سے مخدومہ کونینؑ کو زمین پر گرادیا۔ اور حضرت فاطمہؑ رو بر زمین گر گئیں۔ اور بطن مادر میں محسن شہید ہوگئے [3]

حضرت علیؑ کو حکومتی ٹولے نے رسی میں جکڑ لیا اور کشاں کشاں انھیں باہر لے جانے لگے۔ حضرت فاطمہؑ نے اپنے شوہرؑ کو ستمگاروں کے ہاتھ سے بچانے کی کوشش کی۔ عمر خطاب نے خالد بن ولید کے ہاتھ سے تلوار لی۔ اور وہ حضرت فاطمہؑ زہراؑ کے شانوں پر تلوار کے نیام مارنے لگا۔ اور اس کی ضرب سے حضرت فاطمہ زہراؑ مجروح ہوگئیں۔ [4]

حضرت فاطمہ زہراؑ کے گھر پر عمر خطاب نے اپنے تین سو آدمیوں کی حمایت میں ہجوم کیا تھا۔ [5]

---

[1] دلائل الامامت طبری ص۴۵ [2] بیت الاحزان ص۱۶۰

[3] [4] ملتقی البحرین ص۸۱ الجنۃ العاصمہ ص۲۵۱

[5] ملتقی البحرین ص۸۱

حضرت فاطمہ زہراؑ کی وفات سے پہلے

حضرت فاطمہ زہراؑ نے ام المومنین جناب ام سلمہؓ سے فرمایا: آپ پانی لائیں میں غسل کرنا چاہتی ہوں۔ حضرت ام سلمیٰؓ نے پانی حاضر کیا اور حضرت فاطمہ زہراؑ نے غسل کیا۔ لباس فاخرہ زیب کیا اور حکم دیا کہ ان کے حجرہ کے وسط میں ان کا بستر لگادیا جائے۔

حضرت فاطمہ زہراؑ رو بقبلہ سوگئیں۔ اس طرح کہ دایاں دست مبارک رخسار انور کے نیچے قرار پائے تھا۔ [1]

دوسری روایت۔ اس طرح ہے کہ حضرت فاطمہ زہراؑ نے اسمار بنت عمیس سے فرمایا کہ پانی لائیں اور غسل کرنے کا اہتمام کریں۔ اسمارؓ نے پانی فراہم کیا اور حضرت مخدومہ کونین فاطمہ زہراؑ نے غسل فرمایا۔ اور لباس فاخرہ زیب کیا۔ اس کے بعد فرمایا۔ اسمار فلاں جگہ میرے باباجانؐ

---

[1] وفات فاطمہ زہراؑ علامہ بلادی بحرانی ص۷۷-۷۸

کے خطوط سے باقی بچا ہوا کافور ہے۔ وہ لے آئیں۔ اسمار وہ کافور لائیں اور حضرت فاطمہ زہراءؑ نے اس کو بالین سر رکھ لیا۔ اب میں اپنے پروردگار سے مناجات اور راز و نیاز کرتی ہوں۔ اسمار کہتی ہیں کہ میں حضرت فاطمہؑ کے حجرہ سے باہر نکل آئی۔ اور میں حضرتؑ کی مناجات کی آواز سنتی رہی۔ اس کے بعد میں پھر آنحضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ لیکن انہوں نے میری طرف کوئی توجہ نہیں فرمائی اور وہ برابر اپنے پروردگار سے مناجات کرتی رہیں۔ ان کے دست مبارک آسمان کی طرف بلند تھے۔ اور وہ کہہ رہی تھیں

"اللھم انی اَسئلک بمحمد المصطفےٰ وشوقہ الیّ وببعلی علی المرتضیٰ وحُزنہٖ علیّ وبالحسن المجتبیٰ وبکائہ علیّ وبالحسین شھید وکآبتہٖ علیّ وبِبناتی الفاطمیات وتحسرھنّ علیّ اِنکَ ترحم وتغفر للعصاۃ من اُمّۃ محمد وتدخلھم الجنۃ۔ اِنک المسئولین یا ارحم الراحمین" ـــہ

پروردگارا میں حضرت محمد مصطفےٰؐ اور ان کی زیارت کے شوق کا تجھ کو واسطہ دیتی ہوں اپنے شوہر علی مرتضیٰؑ اور میرے فراق میں ان کے حزن و ملال کا واسطہ دیتی ہوں۔ حسن مجتبیٰ اور میری جدائی پر ان کے گریہ کا واسطہ حسینؑ شہید اور ان کے باباجانؑ کی طرح میری رحلت پر ملول اور عزادار ہونے کا واسطہ میری بیٹیوں فاطمہ اور ان کی حسرت و یاس کا واسطہ۔ دے کر تیری بارگاہ میں درخواست کرتی ہوں کہ حضرت محمدؐ کی امت سے جو

لوگ معصیت کار اور گنہگار ہیں ان پر رحم فرما اور ان کی مغفرت فرما۔ انھیں جنت میں جگہ عطا ہو۔ تو سوال کرنے والوں پر اپنے رحم و کرم کی بارش فرماتا ہے اور تیرا رحم و کرم سب سے زیادہ ہے۔ ـــہ

حضرت فاطمہ زہراءؑ نے اسمار سے فرمایا:

جب مناجات بند ہو جائے تو مجھ کو آواز دینا اگر میری طرف سے تمہیں جواب نہ ملے تو سمجھ لینا کہ میں رخصت ہو چکی ہوں۔

اسمار کہتی ہیں۔ میں نے اپنی مخدومہ بی بی فاطمہؑ کو آواز دی:

اے بنت محمد المصطفےٰؐ اے بنت خدیجہ الکبریٰ کہ جن سے بڑھ کر کوئی ماں باشرف نہیں اور باسخاوت نہیں گزری۔ اے اس ذات کی لخت جگر کہ جس سے بہتر کوئی نہیں گزرا کہ جس کے دست حق پرست پر سنگریزے تسبیح حق پڑھا کرتے تھے۔ اے صاحب معراج کی لخت جگر۔ اے قاب و توسین کی منزل کو شرف بخشنے والے پیغمبر کے دل کا چین۔ میری بات کا جواب کیوں نہیں دیتیں۔؟ اسمار کہتی ہیں کہ میں نے چہرہ انور سے ردار ہٹائی تو دیکھا کہ بی بی زہراءؑ عالم قدس کی طرف پرواز کر چکی ہیں۔ اسمار کہتی ہیں کہ میں حضرت فاطمہؑ کے جنازہ پر گر گئی اور انھیں بوسے دیئے۔ اور میں نے عرض کیا۔ اے میری مخدومہؑ جب اپنے باباجانؐ سے ملاقات کرنا۔ تو حضرتؐ کی خدمت میں اسمار بنت عمیس کا سلام پہونچانا۔ اسمار نے اپنا گریبان چاک کیا اور حجرہ سے باہر آئیں۔

ـــہ وفات فاطمہ زہراء صـ۷۷ـ۷۸

حضرت امام حسن اور امام حسین ؑ نے دریافت فرمایا: میری مادر گرامی کہاں ہیں؟ اسمار کہتی ہیں کہ میں خاموش رہی۔ اور شاہزادے حسنین اندر داخل ہوئے۔ جنبش دی اور کسی طرح کی حرارت نہیں پائی اور فریاد کی بھائی جان مادر گرامی اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مادر گرامی کے سوگ میں اجر عطا فرمائے۔ امام حسن ؑ اپنی اماں کے جنازہ پر پہونچے۔ بوسے دئے اور فریاد کی مادر گرامی مجھ سے باتیں کیجئے۔ اسمار کہتی ہیں امام حسین ؑ نے اپنی ماں کے قدموں کے بوسے لئے اور کہہ رہے تھے۔ مادر گرامی میں آپ کا حسین ہوں مجھ سے گلے مل کر رخصت ہوں۔ مجھ سے باتیں ضرور کریں۔ اگر آپ نے مجھ سے کلام نہیں کیا تو میرا دل ٹوٹ جائے گا۔ اور میں بھی آپ کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا۔

اسمار کہتی ہیں کہ میں نے شاہزادوں سے عرض کیا: اپنے بابا جان ؐ کو اس سانحہ کی خبر کر دیجئے۔

دونوں بھائی یہ نوحہ پڑھتے ہوئے گھر سے چلے۔

"وامحمداہ واحمداہ" اے ہمارے نانا جان ؑ محمد مصطفےٰ ؐ اور احمد مجتبیٰ آج مادر گرامی کی رحلت کے وقت لگ رہا ہے کہ آپ نے بھی آج ہی انتقال کیا ہے۔ اور آج ہی ہم آپ کی شفقتوں سے محروم ہوئے ہیں۔ حضرت علی ؑ گھر آئے تو پچھاڑ کھا کے زمین پر گر گئے اور حضرت کو غش آگیا۔ ہم نے پانی چھڑکا تو غش سے آفاقہ ہوا۔ اور حضرت علی ؑ کی زبان پر یہ نوحہ تھا:

"بمن العزاء یابنت محمد، کنت بک اتعزی ففیھم العزاء

من بعدک؟

اے دختر حبیب خدا ؐ میں ہمیشہ تمہارا اعزادار رہوں گا۔ جب تک اس دنیا میں رہوں گا تمہارا ماتم کرتا رہوں گا اور ہمیشہ سوگوار رہوں گا۔ مسعودی کہتے ہیں:
کہ حضرت فاطمہ ؑ کی رحلت پر حضرت علی ؑ نے فرمایا:

لکل اجتماع من خلیلین فرقۃ
وکل الذی دون الممات قلیل

وان افتقادی واحداً بعد واحد
دلیل علی ان لایدوم خلیل [۱]

علامہ المقرم ؒ بیان کرتے ہیں: جناب ام سلمیٰ رض کہتی ہیں کہ حضرت فاطمہ زہرا نے مجھ سے غسل کے لیے پانی طلب فرمایا: غسل کیا اور لباس فاخرہ زیب تن کیا اور مجھ کو حکم دیا کہ ان کا بستر حجرہ کے وسط میں لگا دوں۔

میں نے آنحضرت ؑ کی اطاعت کی اور بی بی فاطمہ ؑ روبہ قبلہ سوگئیں اور مجھ سے فرمایا: مادر جان ؐ میں اس دنیا سے رخصت ہو رہی ہوں۔ میری چادر کو کوئی نہ ہٹائے۔

اسمار بنت عمیس کہتی ہیں: میں نے حضرت فاطمہ زہرا ؑ کو آواز دی تو کوئی جواب نہیں پایا۔ پھر میں نے بلند آواز سے فریاد کی:

---

[۱] بیت الاحزان صفحہ ۱۵۰-۱۵۲

ان اشعار کا ترجمہ بیان ہو چکا ہے۔

اے دختر رسول خدا ص اے لخت جگر محمد مصطفے ص اے اشرف انسار کی بیٹی ع اے دختر صاحب معراج وقاب قوسین۔ آپ کے بابا جان کے دست حق پرست پر سنگ ریزے تسبیح حق پڑھا کرتے تھے۔ لیکن مجھ کو کوئی جواب نہیں ملا۔

جب میں نے جواب نہیں پایا تو حجرہ میں داخل ہوئی اور روئے انور سے چادر ہٹائی تو دیکھا وہ اپنے رب کی دعوت پر جا چکی ہیں۔ انہوں نے وعدہ الٰہی پر لبیک کہا وہ شہیدہ ہیں۔ صابرہ ہیں مظلومہ اور ستمدیدہ ہیں۔ میں نے آنحضرت ع کے بوسے لئے۔ اور عرض کیا اے میری مخدومہ فاطمہ ع جب آپ اپنے باباجان سے ملاقات کریں تو رسول خدا ص کی خدمت میں اسمار کا سلام کہنا۔ آپ کے بعد شاہزادے حسن اور حسین ع گھر میں داخل ہوئے۔ اور جب انھیں معلوم ہوا کہ وہ اپنی ماں کے سایہ سے محروم ہو گئے ہیں تو جنازہ پر گر گئے۔ امام حسن کہہ رہے تھے مادر گرامی میری روح کی میرے جسم سے پرواز کرنے سے پہلے مجھ سے باتیں کرلیں اور امام حسین ع اپنی ماں کے قدموں کو چوم رہے تھے۔ اور کہتے۔ مادر گرامی یہ آپ کا بیٹا حسین ع آپ سے باتیں کرتا ہے۔ میری باتوں کا جواب دیجئے اگر آپ نے مجھ سے باتیں نہیں کیں تو حسین ع بھی اس دنیا میں نہیں رہے گا۔ اس کے بعد شاہزادے مسجد میں گئے اور اپنے باباجان ع کو اپنی مادر گرامی کی رحلت کی خبر سنائی۔ حضرت امیرالمومنین ع فوراً گھر آئے۔ اور وہ فرما رہے تھے: اے دختر رسول خدا ص مجھ کو عزادار۔ سوگوار۔ ملول اور غمخوار بنا گئیں۔ اب میں جب تک زندہ رہوں گا۔ تمہارا عزادار اور

سوگوار رہوں گا۔ تمہارے دم سے میرے غم دور ہو جایا کرتے تھے۔ اب کون ہے جو تمہارا غم اٹھانے میں مجھ کو سہارا دے۔ پروردگارا میں تیرے رسول کے جگر کے ٹکڑے سے خوشنود ہوں۔ پروردگارا اس تیری کنیز نے بڑے مصائب اور آزار اٹھائے ہیں۔ پروردگار ان کے واسطہ انس اور تسلی کا سامان فراہم کرنا۔ انھیں ان کے باباجان ع سے ملا دے۔ ان پر ظلم و ستم ڈھائے گئے ہیں۔ تو ان کے حق میں اپنا حکم فرما۔ تو بہترین حکم کرتا ہے۔

ام کلثوم ع رداء اوڑھ کر فریاد کناں گھر سے باہر آئیں۔" اے نانا جان۔ اے رسول خدا ص ہم آپ سے بچھڑے۔ اس طرح کہ اب اس دنیا میں آپ ص سے ملاقات نہ ہو سکے گی۔

مدینہ میں دختر رسول خدا ص کا غم چھا گیا۔ لوگوں کو خبر ہوئی تو تشییع جنازہ میں شرکت کرنے کی غرض سے امنڈ پڑے۔ حضرت ابوذر غفاری رض نے کہا: لوگو! واپس چلے جاؤ۔ حضرت رسول خدا ص کی بیٹی نے وصیت فرمائی ہے کہ آج کی رات کے بعد انھیں دفن کیا جائے۔

حضرت امیرالمومنین ع نے معصومہ ع کو خود غسل دیا۔ حضرت امام صادق رح نے فرمایا: کہ غسل معصومہ ع کو معصوم ہی غسل دے سکتا ہے۔ وہ صدیقہ تھیں۔ انھیں صدیق ہی غسل دے سکتا ہے۔ حضرت مریم ع کو بھی حضرت عیسیٰ ع نے غسل دیا تھا۔

حضرت امام صادق رح نے فرمایا: حضرت علی ع نے تین مرتبہ اور پانچ مرتبہ پانی ڈالا۔ اور پانچویں مرتبہ پانی میں کافور کی آمیزش

کی اور حضرت علیؑ کی زبان پر تھا:

"اللھم انھا امتک وبنت رسولک وخیرتک من خلقک
اللھم لقنھا حجتھا واعظم برھانھا واعلی درجتھا
واجمع بینھا وبین محمدؐ"

پروردگار تیری کنیز۔ تیرے رسولؐ کی بیٹی تیری تمام مخلوقات میں برگزیدہ۔ پروردگار۔ وہ اپنی حجت کو لے کر آرہی ہیں۔ ان کی بڑی عظمت والی برہان ہے۔ ان کا درجہ اور مرتبہ بلند ہے۔ انھیں ان کے باباجانؐ حضرت محمدؐ سے ملادے۔

حضرت رسول خداؐ کے حنوط کے کافور سے جو باقی بچا تھا اس کافور سے حنوط کیا۔ وہ کافور حضرت جبرئیلؑ نے جنت سے لاکر رسولؐ کو دیا تھا۔ اور حضرت رسول خداؐ نے فرمایا تھا اے علی اور اے فاطمہؑ یہ جبرئیلؑ ہیں اور تم دونوں پر اپنی طرف سے درود وسلام پڑھ رہے تھے۔ جنت سے حنوط لے کر آئے ہیں۔ اس کے تین حصے کیے ہیں۔ ایک حصہ میرے واسطے ہے اور اس کے دو حصے تم دونوں کے لیے ہیں۔ ایک حصہ فاطمہ کے لیے ہے۔ ایک حصہ علیؑ کے لیے ہے۔

حضرت رسول خداؐ یہ فرماکر رونے لگے اور اپنی لخت جگر فاطمہ زہراؑ کو سینہ سے لگالیا۔

حضرت فاطمہ زہراؑ کو سات پارچوں میں کفن پہنایا۔ اور ردا اوڑھانے سے پہلے اہل بیتؑ کو آواز دے کر بلایا:

اور فرمایا: ام کلثوم آؤ۔ زینب آؤ۔ فضہ آؤ۔ حسن آؤ۔ حسین آؤ۔ اپنی ماں کی زیارت کرو اور رخصت کرو۔ یہ جدائی کی گھڑی ہے۔ اور ملاقات جنت میں ہے۔ حسنین آگے بڑھے۔ ہائے ناناجانؐ کی شفقت سے محروم ہوئے۔ اور اب ماں کی محبت سے محروم ہو رہے ہیں۔ مادر گرامی ہمارے ناناجانؐ کو ہمارا سلام کہنا۔ اور کہنا تمہارے نواسے تمہارے بعد اب دنیا میں یتیم ہیں۔

حضرت امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ جنازہ کو جنبش ہوئی اور ہاتھ کفن سے باہر نکلے۔ حسنین کو سینہ اطہر سے لگالیا۔ اس وقت فرشتہ نے پکار کر کہا:

اے ابوالحسن۔ یتیموں کو ماں کے تابوت سے جدا کردو۔ خدا کی قسم آسمانوں میں فرشتوں کی صفوں میں گریہ بپا ہے۔

حضرت علیؑ نے حسنینؑ کو تابوت سے جدا کیا اور ردا کو اوڑھا دیا۔ نماز پڑھی اور اس نماز میں حسنین تھے۔ عقیل و عمار و سلمان و مقداد اور ابوذرؓ تھے۔ اور حضرت مخدومہ دوجہانؑ کو اپنے گھر کے اندر دفن کیا۔ حضرت فاطمہ زہراؑ کو لحد میں لٹاکر علیؑ نے کہا:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم، بسم اللہ، وباللہ، وعلی
ملۃ رسول اللہ محمد بن عبد اللہ، سلمتک ایتھا الصدیقہ
الی من ھو اولی بک منی ورضیت لک بما رضی اللہ لک"

اور قرآن کی تلاوت کی:

"منھا خلقنکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃ اخری"
بسم اللہ، وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ محمد بن عبد اللہ"

"اے معصومہ صدیقہ طاہرہ ؑ اس ہستی کو تمہیں سپرد کر رہا ہوں جو میری نسبت آپ سے زیادہ اولیٰ اور قریب ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے جو پسند کیا ہے میں اس سے خوشنود ہوں۔

ہم نے تمہیں زمین سے خلق کیا ہے۔ اور زمین کی آغوش میں لوٹا دیں گے اور زمین ہی سے تمہیں ایک روز واپس نکال لیں گے۔"

حضرت علی ؑ نے جنت البقیع میں چالیس قبریں بنائیں اور سب قبروں پر پانی چھڑکا۔

دوسرے لوگوں کو معلوم ہوا کہ فاطمہ زہراء کو دفن کر دیا گیا اور وہ تشییع جنازہ میں شریک ہونے کے ثواب سے محروم رہ گئے۔ اور حکومتی ٹولے نے مدینہ میں رہنے والی عورتوں کو حکم دیا کہ نبش قبر کریں۔ اور حضرت فاطمہ ؑ زہراء ؑ کو قبر سے باہر نکالیں۔ تاکہ ہم نماز میت پڑھ کر انھیں دفن کریں کہ ہماری عاقبت خراب ہونے سے بچ جائے۔ حضرت امیرالمومنین ؑ کو یہ خبر ہوگئی تو غضبناک ہو کر جنت البقیع میں پہونچ گئے۔ اس وقت حضرت علی ؑ کے دوش پر زرد قبا تھی۔ حضرت علی ؑ اس قبا کو سخت اور ناگوار حالات میں زیب تن کیا کرتے تھے دست مبارک میں ذوالفقار ہے اور حضرت ؑ نے اللہ تعالیٰ کی قسم یاد کی اور قبروں کے درمیان کھڑے ہوگئے۔ اور فرمایا: اگر ان قبروں کا ایک پتھر بھی اپنی جگہ سے ہٹ گیا تو پھر یہ ذوالفقار ہے۔

عمر اپنے ٹولے کو لے کر آگے آئے اور کہا: خدا کی قسم ہم نبش قبر

کریں گے اور نماز ضرور پڑھیں گے۔

حضرت علی ؑ نے اپنی عبا رکو زمین پر ڈال دیا اور فرمایا:

"یا ابن السوداء اما حقی فترکته مخافة ان یرتد الناس عن دینهم واما قبر فاطمة فوالذی نفسی بیده لئن حول منه حجرہ سقینّ الارض من دمائکم۔"

اے کالے منہ کے بیٹے۔ میں نے اپنے حق کو صرف اس وجہ سے چھوڑا تھا کہ لوگ اپنے دین سے مرتد اور گمراہ نہ ہو جائیں۔ لیکن مزار فاطمہ ؑ خدا کی قسم اگر اس مزار مقدس کا ایک پتھر بھی اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ تو زمین کو تمہارے خون سے سیراب کردوں گا۔

ابو بکر آئے اور انھیں رسول خدا ؐ کی قسم اور واسطہ دے کر۔ عمر کو بچایا اور کہا عمر یہاں سے چپ چاپ چلدو۔ اور سب لوگ چلتے بنے۔ [1]

حضرت فاطمہ زہراء ؑ اٹھارہ سال اور دو ماہ زندہ رہیں اور اپنے بابا جان ؐ کی رحلت کے بعد پچھتر روز کے اندر ہی اس جہان سے عالم سرمدی کے لیے رخصت ہوگئیں۔

حضرت علی ؑ اور حسنین ؑ نے آنحضرت ؑ پر نماز پڑھی اور دوسرے لوگوں سے کو کسی طرح کی خبر نہیں دی گئی۔ [2]

---

۱ وفات الصدیقۃ الزہراء ؑ ص ۱۰۶-۱۱۰

۲ عوالم المعارف ج ۱۱ ص ۲۹۲

حضرت امیرالمومنین ع نے حضرت سیدہ فاطمہ ع کی وصیت کے
مطابق خود بنفس شریف آنحضرت کو ان کے پیراہن میں غسل دیا۔
اسماء بنت عمیس نے مدد کی [۱] امام حسن اور حسین ع پانی لا رہے تھے۔
اور حسنین و زینب وام کلثوم اور فضہ کے علاوہ کسی غیر کو نہیں شریک
کیا گیا۔ سات پارچوں میں کفن دیا گیا۔ اور پانچ تکبیروں کے ساتھ
نماز جنازہ پڑھی۔ اور رات کے اندھیرے میں حضرت فاطمہ ع کو دفن کیا
حسنین اور کچھ بنی ہاشم اور حضرت علی ع کے مخصوص دوست اور اصحاب
شریک تھے۔ [۲]

حضرت علی ع فرماتے ہیں: سات افراد کے لیے یہ زمین خلق
کی گئی ہے۔ انھیں کے واسطہ سے لوگوں کو رزق ملتا ہے۔ اور انھیں
کے تیئں بارش ہوتی ہے۔ اور انھیں کے وسیلہ سے نصرت الٰہی
ملتی ہے۔ وہ سات نفر ہیں: ابوذر۔ سلمان۔ مقداد۔ عمار۔ حذیفہ
اور عبداللہ بن مسعود۔

حضرت علی ع فرماتے ہیں: اور میں ان کا امام ہوں۔ اور
یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے حضرت فاطمہ ع کی تشییع اور نماز جنازہ میں
شرکت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ [۳]

جب رات چھاگئی اور اندھیرا ہوگیا تو حضرت علی ع نے دو رکعت

---

۱ عوالم المعارف ج ۱۱ ص ۲۹۲

۲ مجالس السنیہ ج ۲ ص ۱۲۲

۳ الخصال۔ ص ۳۶۰-۵۸۸

نماز پڑھی اور آسمان کی طرف دست مبارک بلند کیے۔
اور کہا: یہ تیرے نبی ص کی بیٹی ہیں فاطمہ زہرا ع ظلمت سے
سے نکل کر تیرے نور میں آئی ہیں۔ اب زمین کو منور اور روشن
کریں گی۔ جنت البقیع میں تابوت لے کر پہونچے تو ایک گوشہ سے
آواز آئی۔ اس طرف۔ اس طرف۔ ہم نے دیکھا کہ وہاں قبر آمادہ ہے
ہم تابوت فاطمہ ع کو وہاں لے گئے اور مخدومہ کونین ع کو لحد میں لٹا دیا۔
اور سپرد خاک کرنے کے بعد علی ع بالین سر کھڑے ہوئے اور کہا:
اے زمین میں نے اپنی ودیعت کو تیرے سپرد کر دیا ہے۔
یہ رسول اللہ ص کی صاحبزادی ہیں۔ زمین سے آواز آئی۔ یا علی ع میں
تمہاری نسبت ان پر زیادہ مہربان رہوں گی۔ آپ واپس چلے جائیں
اور ان کی طرف سے کسی طرح کی فکر نہ کریں۔ قبر کو زمین برابر کر دیا۔
اور قیامت تلک کسی کو یہ خبر نہیں ہوگی کہ علی ع نے فاطمہ زہرا ع کو کہاں
دفن کیا ہے۔ [۱]

تاریخ طبری:

حضرت فاطمہ ع کو شب میں دفن کیا گیا۔ اور دفن میں حضرت علی ع
نے عباس و مقداد اور زبیر کے علاوہ کسی کو شریک نہیں کیا۔
ہماری دوسری ایک روایت میں ہے کہ حضرت امیرالمومنین ع نے
نماز پڑھائی اور نماز میں حسن و حسین و عقیل و سلمان و ابوذر و مقداد و
عمار اور بریدہ شریک ہوئے۔

---

۱ بحار ج ۴۳ ص ۲۱۵

ایک اور روایت بیان کرتی ہے: کہ حضرت فاطمہؑ کے دفن میں عباس اور ان کے بیٹے فضل شریک ہوئے۔

ایک روایت میں ہے کہ حذیفہ اور ابن مسعود بھی نماز اور دفن میں شریک ہوئے۔ ؎۱

حضرت فاطمہؑ کو قبر میں سلانے کے بعد حضرت علیؑ نے یہ اشعار پڑھے:

" ارٰی علل الدنیا علی کثیرۃ
وصاحبہا حتی الممات علیل
لکل اجتماع من خلیلین فرقۃ
وان بقائی عندکم لقلیل
وان افتقادی فاطماً بعد احمدؐ
دلیل علی ان لا یدوم خلیل" ؎۲

سب سے پہلا تابوت

اسلام میں سب سے پہلا تابوت حضرت فاطمہ زہراءؑ کے لیے بنایا گیا۔

حضرت فاطمہ زہراءؑ نے فرمایا: اے ابن عم میں آپ کو وصیت

؎۱ طبری ص ۱۸۳ - ۱۸۰

؎۲ بحار ج ۴۳ ص ۱۹۲

کرتی ہوں کہ میرے واسطے اس طرح کا تابوت بنائیں۔ مجھ کو فرشتوں نے اس تابوت کی صورت اور نقشہ دکھا دیا ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا مجھ کو بتاؤ کہ اس کی شکل کیسی ہے۔ حضرت فاطمہؑ نے اس کا نقشہ بنا کر دکھا دیا۔ اور حضرت علیؑ نے ویسا ہی تابوت اپنے دست مبارک سے بنا دیا۔ روئے زمین پر یہ سب سے پہلا تابوت ہے۔ ؎۱

سلیمان بن خالد کہتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: حضرت فاطمہ زہراءؑ کے لیے سب سے پہلا تابوت بنایا گیا ہے۔

حضرت علیؑ نے حضرت فاطمہؑ زہراءؑ کو جب لحد میں سلانے کے لیے میت کو قبر میں اتارنے کا قصد کیا تو قبر سے دو ہاتھ برآمد ہوئے۔ اور فاطمہؑ کو انہوں نے قبر میں لے لیا۔ ؎۲

جب حضرت علیؑ دفن فاطمہؑ سے فارغ ہو گئے تو ایک مرتبہ تعویز قبر پر ہاتھ ٹیکے اور حزن و ملال کا بادل چہرہ انور پر چھا گیا۔ رخسار آنسوؤں سے تر ہو گئے۔ روئے مبارک کو روضہ رسول مقبولؐ کی طرف کیا اور حضور سرور دو عالمؐ کو سلام کیا۔ ؎۳

حضرت فاطمہؑ نے حضرت علیؑ کو وصیت کی تھی کہ جب آپ میری قبر بنا چکیں تو میرے بالین سر بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت اور دعائیں زیادہ سے زیادہ کریں۔ کیوں کہ یہ وہ گھڑی ہے کہ جس میں میت کو زندوں کے انس کی ضرورت ہوتی ہے

؎۱ بحار ج ۴۳ ص ۱۹۲

؎۲ بحار ج ۴۳ ص ۱۸۴-۲۰۴-۲۱۳

؎۳ رابع الکلام ص ۵۵۱-۵۵۲

؎۴ وفات الصدیقۃ الزہراءؑ، مہ مقرم ص ۱۰۵ کشف الشام فاضل ہندی سے علامہ کا قول بیان کیا ہے۔

حضرت فاطمہ زہراؑ کا مرقد مطہر

احمد بن محمد بن ابی نصر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی الرضاؑ سے حضرت فاطمہ زہراؑ کے مدفن کے بارے میں سوال کیا کہ حضرت فاطمہؑ کا روضۂ اقدس کہاں ہے؟

امام علی الرضاؑ نے فرمایا! آں حضرتؐ کو ان کے بیت الشرف ہی میں دفن کیا گیا تھا۔

جب بنی امیہ نے مسجد کو بڑھایا تو آنحضرتؐ کا مزار مسجد میں آگیا۔(1)

ابو جعفر طوسی (رہ) کہتے ہیں!

یہ روایت سب سے زیادہ صحیح اور معتبر ہے کہ حضرت فاطمہ زہراؑ کا روضۂ اقدس آنحضرتؐ کے بیت الشرف ہی میں واقع ہے۔

حضرت رسول خداؐ نے ایک حدیث میں اس مطلب کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

بَینَ قبری و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ "

---

(1) مناقب ابن شہر آشوب ج ۳ ص ۳۶۵

میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغات سے ایک باغ ہے"

صحیح بخاری میں یہ حدیث اس طرح ہے۔ بَیْنَ بَیْتِی وَ مِنْبَرِی میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغات سے ایک باغ ہے(1)۔

احمد بن محمد بن ابی نصر کہتے ہیں! حضرت امام رضاؑ نے فرمایا! کہ امام جعفر صادقؑ سے ایک شخص نے حضرت فاطمہؑ کے مرقد مطہر کے بارے میں سوال کیا کہ مخدومۂ کونین کا مرقد کہاں ہے۔ اس وقت عیسیٰ بن موسیٰ حضرت امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں موجود تھے عیسیٰ نے اس شخص کو جواب دیا کہ حضرت فاطمہؑ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا ہے۔ اس شخص نے کہا کیا کہتے ہو؟ عیسیٰ نے کہا! بس جو کہا وہ کہہ دیا۔ اس شخص نے امام جعفرؑ سے عرض کیا۔ آقا آپ مجھکو اس بارے میں اپنے آبا و اجداد کا قول بتائیں۔ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا حضرت فاطمہ زہراؑ کو ان کے گھر میں دفن کیا گیا تھا(2)۔

علامہ مجلسی (رہ) بیان کرتے ہیں!

سب سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ حضرت فاطمہؑ کو بیت الشرف میں دفن کیا گیا تھا(3)۔

---

(1) موطا اور حلیہ و ترمذی اور مسند احمد "مابین بیتی و منبری" جو چیز میرے گھر اور منبر کے درمیان میں قرار پائے ہے۔ جنت کے باغوں سے ایک باغ۔
مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۳۶۵، باب الروضہ۔ (2) قرب الاسناد ص ۱۶۱۔ الطبع الحجری۔ (3) بحار ج ۴۳ ص ۱۸۸ و ج ۱۰۰ ص ۱۹۳۔

مورخین کہتے ہیں کہ حضرت پیغمبر اکرم ص کے حجرۂ عبادت سے متصل حضرت فاطمہ زہرا ع کا مکان تھا۔

علامہ السمہودی الشافعی کہتے ہیں! مسجد نبوی ص کے سطون اس طرح بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں ایک سطون تہجد ہے۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن عبد اللہ اپنے والد کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا ص ہر رات کو ایک حصیر لیکر باہر آتے اور حضرت علی ع کے گھر کے پیچھے بنے حجرہ میں نماز شب پڑھا کرتے تھے۔

عیسیٰ نے کہا! سعید بن عبد اللہ بن فضیل نے کہا! میں نماز میں مشغول تھا کہ حضرت محمد بن حنفیہ کا میری طرف سے گزر ہوا تو مجھ سے انہوں نے کہا! میں دیکھتا ہوں کہ تم اس سطون کے قریب نماز پڑھا کرتے ہو۔ کیا یہاں کوئی شرف کی بات ہے؟

میں نے عرض کیا نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ انہوں نے کہا! تم یہاں نماز پڑھا کرو یہ وہ سطون ہے کہ جہاں حضرت رسولِ خدا ص نماز شب پڑھا کرتے تھے۔

زید بن ثابت کہتے ہیں!

حضرت رسولِ خدا ص نے نماز شب کے لیے ایک مخصوص حجرہ قرار دیا تھا۔ اور آں حضرت ص ماہ رمضان کی شبوں میں اسی حجرہ میں رہا کرتے تھے

علامہ سطری کہتے ہیں؛ وہ سطون حضرت فاطمہ ع کے گھر کے پیچھے قرار پائے تھا۔ اور اس کے سامنے باب جبرئیل ع قرار پائے ہے۔(۱)

جابر بن عبد اللہ انصاری بیان کرتے ہیں!

حضرت فاطمہ زہرا ع کا گھر حضرت رسول خدا ص کے گھر سے متصل تھا۔ اور آں حضرت ص کے اس گھر میں ازواج رسول خدا ص کی آمد و رفت نہیں ہوا کرتی تھی۔ بلکہ یہ حجرہ فقط حضرت رسول خدا ص کی ذات سے مخصوص تھا۔(۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو مکان حضرت رسول خدا ص نے اپنے واسطے مخصوص کیا تھا وہ حضرت فاطمہ زہرا ع کے مکان سے متصل تھا اور اس حجرہ میں حضرت رسول خدا ص شب بھر عبادت الٰہی میں بسر کیا کرتے تھے صاحبان عقل وخرد کے لیے اہلِ بیت کے گھر سے رسولِ خدا ص کے حجرۂ عبادت کے اتصال میں اللہ کی نشانیاں ہیں۔

اس طرح کہ گھر گھر سے ملا ہو۔ دروازہ سے دروازہ ملا ہو۔ اور گھر کی مشترک دیوار میں آنے جانے کے لیے ایک کھڑکی بھی کھلی ہو سبحان اللہ! یہ مکان شریف ولید بن عبد الملک کی خلافت کے زمانہ تک برقرار تھا۔ اور جب ولید شام سے مدینہ آیا تو اس گھر کے گرا دینے کا حکم دیا اور وہ اہلِ بیت ع کا گھر منہدم کر دیا گیا۔

علامہ سمہودی کتاب "وفا الوفا" کی گیارہویں فصل میں بیان کرتے ہیں۔

ابن زبالہ نے بیان کیا ہے! کہ عبد العزیز بن محمد نے ان سے حدیث

---

(۱) وفاءالفاء ج ۲ ص ۴۵۰۔ ۴۵۲ (۲) بحار ج ۴۳ ص ۵۶

بیان کی ہے کہ ولید بن عبدالملک حج کرنے کے لیے آئے۔ اور انھوں نے حضرت رسول خداؐ کے منبر پر چڑھکر ایک تقریر کی۔

اس وقت حسن بن حسن بن علی بن ابی طالبؑ اپنی جدۂ ماجدہ حضرت فاطمہ زہراؑ کے اسی گھر میں تشریف فرما تھے کہ جس کو ان کے بابا جانؐ کی امت نے اپنے ہاتھوں سے اجاڑا تھا۔ وہ گھر مسجد رسولؐ میں موجود منبر رسولؐ پر بیٹھے سے نظر آتا ہے۔ ولید بن عبدالملک نے دیکھا کہ حسن بن حسنؑ اپنے گھر میں تشریف فرما ہیں اور آئینہ ان کے ہاتھ میں موجود ہے اور وہ اس میں دیکھ رہے ہیں۔ ولید بن عبدالملک اپنی تقریر ختم کرکے منبر سے نیچے اترے اور فوراً عمر بن عبدالعزیز والی مدینہ کے پاس اپنا آدمی بھیجا کہ اس گھر کو ابھی اسی وقت منہدم کر دے۔ اور آج کے بعد اس گھر کا کوئی نشان باقی نہ رہے۔

موسیٰ بن جعفر بن ابی کثیر کہتے ہیں؛

ولید بن عبدالملک منبر رسولؐ پر بیٹھکر تقریر کر رہا تھا۔ اور حضرت فاطمہؑ کے گھر میں ان کے پوتے حضرت حسن بن حسنؑ اپنی ریش مبارک میں کنگھی کر رہے تھے، اور ولید کو منبر سے وہ نظر آرہے تھے۔ ولید جب منبر سے نیچے اترا تو فوراً والی مدینہ عمر بن عبدالعزیز کو حکم دیا کہ آج کے بعد یہ گھر نظر نہ آئے۔

حضرت حسن بن حسن اور فاطمہ بنت الحسینؑ نے اس گھر سے باہر نکلنے سے انکار کر دیا۔ ولید نے حکم دیا کوئی بات نہیں اس گھر کو انھیں کے اوپر گرا دو۔ اور گھر کا سامان باہر نکال دیا گیا۔ اور کہا کہ اگر اس گھر سے باہر نہیں نکلو گے تو یہ گھر تمہارے اوپر گرا دیا جائے گا۔

عمر بن عبدالعزیز نے کہا اس گھر کے گرا ڈالنے کی وجہ بھی بیان ہو تو ولید نے کہا۔ مسجد نبویؐ کی ضرورت اور اس کا پھیلاؤ۔ سب سے بڑی وجہ ہے (۱)

جب ولید بن عبدالملک کے آدمی حضرت فاطمہؑ کے اجڑے گھر کو گرانے لگے تو حسن بن حسنؑ نے اپنے بڑے فرزند جعفر کو بھیجا۔ نورِ نظر جاؤ۔ اس طرح کا ایک پتھر نکلے گا وہ پتھر تلاش کرو اور اس کو لے آؤ۔

اور جب تک وہ پتھر نہیں مل جاتا تم وہیں ٹھہر کر رہنا۔ اپنے بابا جان کے حکم سے جناب جعفر وہاں پہونچے اور اس پتھر کو ڈھونڈ کر نکال لیا۔ اور اپنے والد کو جاکر انھوں نے وہ پتھر دے دیا۔

حضرت حسن بن حسنؑ نے وہ پتھر لیکر سجدۂ شکر کیا اور فرمایا! نورِ نظر یہ وہ پتھر ہے کہ جب حضرت رسول خداؐ اپنی بیٹی فاطمہ زہراؑ کے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ تو حضرت رسول خداؐ اسکی طرف نماز پڑھا کرتے تھے اور حضرت سرورِ دو عالمؐ اپنی بیٹی کو سلام کیا کرتے اور حضرت فاطمہ زہراؑ بھی اس پتھر کی طرف رخ کرکے نماز پڑھا کرتیں۔

حضرت امام علی رضاؑ فرماتے ہیں؛

حضرت امام حسن اور امام حسینؑ کی ولادت اسی پتھر پر ہوئی ہے

یحییٰ کہتے ہیں! میں نے حسین بن عبداللہ بن عبداللہ بن الحسینؑ

---

(۱) وفاء الوفاء ج ۲ ص ۵۱۳ - ۵۱۴ -

(۱)

کو دیکھا ہے۔ وہ بڑی عظمت اور اعلیٰ مرتبہ کے انسان تھے۔ اور اس وقت ان سے بڑھکر ہمارے درمیان ان کا ہمشان کوئی دوسرا شخص نہیں تھا۔

جب ان کے جسم مبارک میں کہیں درد یا کوئی تکلیف ہوتی تو وہ اس پتھر کو درد کی جگہ لگاتے اور درد ختم ہو جایا کرتا (۱)

حضرت فاطمہ زہرا ع کو سپرد خاک کرنے کے بعد حضرت علی ع نے یہ اشعار پڑھے۔

حبیب لیس یعدلہ حبیب
وما لسواہ فی قلبی نصیب
حبیب غاب عن عینی وجسمی
وعن قلبی حبیبی لا یغیب

حضرت علی ع حضرت فاطمہ زہرا ع کی شہادت کے بعد فرمایا کرتے۔

مالی وقفت علی القبور مسلّما
قبر الحبیب فلم یردّ جوابی
احبیب مالک لا تردّ جوابا
أنسیتِ بعدی خلّۃ الاحباب

حضرت علی ع حضرت فاطمہ زہرا ع کی طرف سے پڑھا کرتے۔

---

(۱) وفاء الوفاء ج ۲ ص ۵۷۲۔

قال الحبیب وکیف لی بجوابکم
وانا رہین جنادل وتراب
اکل التراب محاسنی فنسیتکم
وحجبت عن اہلی وعن أترابی
فعلیکم منّی السلام تقطعت
عنّی وعنکم خلّۃ الاحباب

فصل ۳۴

حضرت فاطمہؑ

پر

درود وسلام

اور

آنحضرت کی زیارت

اور

اس کا ثواب

حضرت فاطمہ زہراؑ کے روضہ اقدس کی زیارت

سید ابن طاووس اپنی کتاب "اقبال" میں بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہراؑ کی رحلت شہادت تیسری جمادی الآخرہ کو واقع ہوئی۔ لہٰذا صراط مودت اور جادۂ طریقت اور شریعت پر چلنے والے افراد کا یہ دین اور مذہب ہونا چاہیے کہ اس روز ہمیشہ مغموم و محزون۔ سوگوار اور عزادار رہیں اور حضرت فاطمہ زہراؑ پر ستمگاروں نے جو ستم ڈھائے ہیں انہیں یاد کریں۔ اور مخدومہ کونین کی مظلومی پر زیادہ سے زیادہ اشک فشانی کریں اور حضرت رسالت پناہ فخر انبیاء اور سر تاج رسولان الٰہی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰؐ کی خدمت میں آں حضرتؐ کی اکلوتی صاحبزادی سیدہ نساء عالمین بضعۃ الرسول لخت جگر رسول مقبول بتول عذرا فاطمہ زہراؑ کا پرسہ دینا چاہیئے۔ اور اس غم جانکاہ پر زیادہ سے زیادہ آنسو بہانا چاہیے۔ بیشک غم میں شریک ہونا اور مصائب میں شرکت کرنا مودت اور محبت کی علامت اور آیت ہے۔ خوشی میں تو راہ گیر بھی شریک ہو جاتے ہیں۔ لیکن غم اور دکھ میں صرف اپنے ہی شریک ہوتے ہیں اور جو لوگ سوکھ کے ساتھی ہوتے ہیں

وہ دکھ میں جلتے بنتے ہیں۔

جن لوگوں نے حضرت سیدہ نساء عالمین ؑ پر ستم ڈھلے تھے۔ اور مصائب و آزار پہونچائے تھے حضرت سیدہ نساء عالمین آخری لمحہ حیات تک ان ظالموں سے ناراض رہیں۔ اور انھیں اپنے تشیع جنازہ میں بھی شریک ہونے کی اجازت نہیں دی۔

ایمان سے آراستہ افراد کو چاہیئے کہ جب حضرت رسول خدا ؐ کی زیارت کو جائیں تو حبیبہ رسول مقبول ؐ بضعۃ الرسول ؐ کی زیارت ضرور کریں۔ مزار بتول۔ قبر رسول اور منبر رسول ؐ کے درمیان قرار پائے ہے۔

ابوالحسن ابراہیم بن محمد ہمدانی نے حضرت امام علی نقی ؑ کی خدمت میں لکھا آقا روضۂ بضعۃ الرسول ؑ کا پتہ بتا دیں حضرت امام علی نقی ؑ نے فرمایا۔ ہماری جدۂ ماجدہ کا روضہ ہمارے جد بزرگوار ؐ کے حجرہ میں قرار پائے ہے۔ یہ واضح دلیل ہے کہ روضۂ فاطمہ ؑ مزار رسولِ مقبول میں قرار پائے ہے۔

اسلیے جب روضۂ رسول میں زیارت کو جائیں تو حضرت فاطمہ زہراء کی زیارت کو فراموش نہ کریں۔ اور کہیں:

السلام علیک یا سیدہ نساء العالمین۔ السلام علیک
یا والدۃ الحجج علی الناسِ اجمعین۔ السلام علیک
ایتہا المظلومۃ الممنوعۃ حقہا ثم قل اللّٰھم صلّ
علی امتِک وابنۃِ نبیک صلاۃً تزلفہا فوقَ زُلفیٰ
عبادِکَ المکرمینَ مِن اھل السمٰوات والارضین "

روایت میں ہے جو شخص حضرت فاطمہ زہراء ؑ کے روضۂ اقدس کی زیارت بجالائے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اور جنت الفردوس میں اسس کا مکان اور مسکن ہوگا۔

حضرت فاطمہ زہراء ؑ کی زیارت شریفہ اس طرح پڑھی جائے

اَلسَّلامُ عَلَيْكِ يا بِنْتَ رَسُولِ اللهِ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ يا بِنْتَ نَبِيِّ اللهِ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ يا بِنْتَ حَبِيبِ اللهِ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ يابِنْتَ خَلِيلِ اللهِ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ يا بِنْتَ صَفِيِّ اللهِ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ يا بِنْتَ أَمِينِ اللهِ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ يا بِنْتَ خَيْرِ خَلْقِ اللهِ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ يا بِنْتَ اَفْضَلِ اَنْبِياءِ اللهِ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ يا بِنْتَ خَيْرِ الْبَرِيَّةِ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ يا سَيِّدَةَ نِساءِ الْعالَمِينَ مِنَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ يا زَوْجَةَ وَلِيِّ اللهِ وَخَيْرِ خَلْقِهِ بَعْدَ رَسُولِ اللهِ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ يا أُمَّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ سَيِّدَيْ شَبابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ.

اَلسَّلامُ عَلَيْكِ يا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ يا أَيَّتُهَا الصِّدِّيقَةُ الشَّهِيدَةُ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الرَّضِيَّةُ الْمَرْضِيَّةُ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الصّادِقَةُ الرَّشِيدَةُ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْفاضِلَةُ الزَّكِيَّةُ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا الْحَوْراءُ الْإِنْسِيَّةُ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ أَيَّتُهَا التَّقِيَّةُ النَّقِيَّةُ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْمُحَدَّثَةُ الْعَلِيمَةُ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْمَغْصُوبَةُ الْمَظْلُومَةُ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الطّاهِرَةُ الْمُطَهَّرَةُ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْمُضْطَهَدَةُ الْمَغْصُوبَةُ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْغَرّاءُ الزَّهْراءُ، اَلسَّلامُ عَلَيْكِ يا فاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكاتُهُ.

صَلَّى اللهُ عَلَيْكِ يا مَوْلاتِي وَابْنَةَ مَوْلايَ، وَعَلى رُوحِكِ وَبَدَنِكِ، اَشْهَدُ أَنَّكِ مَضَيْتِ عَلى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّكِ، وَاَنَّ مَنْ سَرَّكِ فَقَدْ سَرَّ رَسُولَ اللهِ، وَمَنْ جَفاكِ فَقَدْ جَفا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ، وَمَنْ آذاكِ فَقَدْ آذى رَسُولَ اللهِ، وَمَنْ وَصَلَكِ فَقَدْ وَصَلَ رَسُولَ اللهِ، وَمَنْ قَطَعَكِ فَقَدْ قَطَعَ رَسُولَ اللهِ، لِأَنَّكِ بَضْعَةٌ مِنْهُ، وَرُوحُهُ الَّتِي بَيْنَ جَنْبَيْهِ، كَما قالَ عَلَيْهِ اَفْضَلُ الصَّلاةِ وَاَكْمَلُ السَّلامِ.

أُشْهِدُ اللهَ وَمَلائِكَتَهُ اَنِّي راضٍ عَمَّنْ رَضِيتِ عَنْهُ، وَساخِطٌ عَلى مَنْ سَخِطْتِ عَلَيْهِ، وَلِيٌّ لِمَنْ والاكِ، وَعَدُوٌّ لِمَنْ عاداكِ، وَحَرْبٌ لِمَنْ حارَبَكِ، أَنَا يا مَوْلاتِي بِكِ وَبِأَبِيكِ وَبَعْلِكِ وَالْأَئِمَّةِ مِنْ وُلْدِكِ مُوقِنٌ، وَبِوِلايَتِهِمْ مُؤْمِنٌ، وَبِطاعَتِهِمْ مُلْتَزِمٌ. أَشْهَدُ اَنَّ الدِّينَ دِينُهُمْ، وَالْحُكْمَ حُكْمُهُمْ، وَاَنَّهُمْ قَدْ بَلَّغُوا عَنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَدَعَوْا اِلى سَبِيلِ اللهِ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ،

لَا تَأْخُذُهُمْ فِي اللهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ. وَصَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْكِ وَعَلَى أَبِيكِ وَبَعْلِكِ وَذُرِّيَّتِكِ الْأَئِمَّةِ الطَّاهِرِينَ.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَأَهْلِ بَيْتِهِ، وَصَلِّ عَلَى الْبَتُولِ الطَّاهِرَةِ الصِّدِّيقَةِ الْمَعْصُومَةِ، التَّقِيَّةِ النَّقِيَّةِ الرَّضِيَّةِ الزَّكِيَّةِ الرَّشِيدَةِ، الْمَظْلُومَةِ الْمَقْهُورَةِ، الْمَغْصُوبَةِ حَقُّهَا، الْمَمْنُوعَةِ إِرْثُهَا، الْمَكْسُورَةِ ضِلْعُهَا، الْمَظْلُومِ بَعْلُهَا، الْمَقْتُولِ وَلَدُهَا، فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِكَ، وَبَضْعَةِ لَحْمِهِ، وَصَمِيمِ قَلْبِهِ، وَفَلْذَةِ كَبِدِهِ، وَالنُّخْبَةِ مِنْكَ لَهُ، وَالتُّحْفَةِ خَصَصْتَ بِهَا وَصِيَّهُ، وَحَبِيبَةِ الْمُصْطَفَىٰ، وَقَرِينَةِ الْمُرْتَضَىٰ، وَسَيِّدَةِ النِّسَاءِ، وَمُبَشِّرَةِ الْأَوْلِيَاءِ، حَلِيفَةِ الْوَرَعِ وَالزُّهْدِ، وَتُفَّاحَةِ الْفِرْدَوْسِ وَالْخُلْدِ، الَّتِي شَرَّفْتَ مَوْلِدَهَا بِنِسَاءِ الْجَنَّةِ، وَسَلَلْتَ مِنْهَا أَنْوَارَ الْأَئِمَّةِ، وَأَرْخَيْتَ دُونَهَا حِجَابَ النُّبُوَّةِ.

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهَا صَلَاةً تَزِيدُ فِي مَحَلِّهَا عِنْدَكَ، وَشَرَفِهَا لَدَيْكَ، وَمَنْزِلَتِهَا مِنْ رِضَاكَ، وَبَلِّغْهَا مِنَّا تَحِيَّةً وَسَلَامًا، وَآتِنَا مِنْ لَدُنْكَ فِي حُبِّهَا فَضْلًا وَإِحْسَانًا وَرَحْمَةً وَغُفْرَانًا، إِنَّكَ ذُو الْعَفْوِ الْكَرِيمِ.

اس کے بعد دو رکعت نماز زیارت پڑھو۔ بہتر ہے کہ نماز حضرت فاطمہ زہراؑ پڑھی جائے۔ اس نماز کی ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور ساٹھ مرتبہ سورۂ توحید۔

اگر نماز حضرت زہراؑ ممکن نہ ہو تو پہلی رکعت میں حمد و سورہ توحید اور دوسری رکعت میں حمد اور سورۂ قل یاایہا الکافرون، پڑھو اور نماز تمام کرنے کے بعد یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ، وَبِأَهْلِ بَيْتِهِ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِمْ، وَأَسْأَلُكَ بِحَقِّكَ الْعَظِيمِ عَلَيْهِمُ الَّذِي لَا يَعْلَمُ كُنْهَهُ سِوَاكَ؛ وَأَسْأَلُكَ بِحَقِّ مَنْ حَقُّهُ عِنْدَكَ عَظِيمٌ، وَبِأَسْمَائِكَ الْحُسْنَىٰ الَّتِي أَمَرْتَنِي أَنْ أَدْعُوَكَ بِهَا؛ وَأَسْأَلُكَ بِاسْمِكَ الْأَعْظَمِ الَّذِي أَمَرْتَ بِهِ إِبْرَاهِيمَ أَنْ يَدْعُوَ بِهِ الطَّيْرَ فَأَجَابَتْهُ، وَبِاسْمِكَ الْعَظِيمِ الَّذِي قُلْتَ لِلنَّارِ بِهِ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ فَكَانَتْ بَرْدًا، وَبِأَحَبِّ الْأَسْمَاءِ إِلَيْكَ وَأَشْرَفِهَا وَأَعْظَمِهَا لَدَيْكَ، وَأَسْرَعِهَا إِجَابَةً، وَأَنْجَحِهَا طَلِبَةً، وَبِمَا أَنْتَ أَهْلُهُ وَمُسْتَحِقُّهُ وَمُسْتَوْجِبُهُ، وَأَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ، وَأَرْغَبُ إِلَيْكَ، وَأَتَضَرَّعُ إِلَيْكَ، وَأُلِحُّ عَلَيْكَ؛ وَأَسْأَلُكَ بِكُتُبِكَ الَّتِي أَنْزَلْتَهَا عَلَىٰ أَنْبِيَائِكَ وَرُسُلِكَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِمْ مِنَ التَّوْرٰيةِ

وَالْإِنْجِيلِ وَالزَّبُورِ وَالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ، فَإِنَّ فِيهَا اسْمَكَ الْأَعْظَمَ، وَبِمَا فِيهَا مِنْ أَسْمَائِكَ الْعُظْمَىٰ، أَنْ تُصَلِّيَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَأَنْ تُفَرِّجَ عَنْ آلِ مُحَمَّدٍ وَشِيعَتِهِمْ وَمُحِبِّيهِمْ وَعَنِّي، وَتَفْتَحَ أَبْوَابَ السَّمَاءِ لِدُعَائِي، وَتَرْفَعَهُ فِي عِلِّيِّينَ، وَتَأْذَنَ فِي هٰذَا الْيَوْمِ وَفِي هٰذِهِ السَّاعَةِ بِفَرَجِي وَإِعْطَاءِ أَمَلِي وَسُؤْلِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، يَا مَنْ لَا يَعْلَمُ أَحَدٌ كَيْفَ هُوَ وَقُدْرَتَهُ إِلَّا هُوَ، يَا مَنْ سَدَّ الْهَوَاءَ بِالسَّمَاءِ، وَكَبَسَ الْأَرْضَ عَلَى الْمَاءِ، وَاخْتَارَ لِنَفْسِهِ أَحْسَنَ الْأَسْمَاءِ، يَا مَنْ سَمَّىٰ نَفْسَهُ بِالْاِسْمِ الَّذِي تُقْضَىٰ بِهِ حَاجَةُ مَنْ يَدْعُوهُ، أَسْأَلُكَ بِحَقِّ ذٰلِكَ الْاِسْمِ، فَلَا شَفِيعَ أَقْوَىٰ لِي مِنْهُ، أَنْ تُصَلِّيَ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَتَقْضِيَ لِي حَوَائِجِي، وَتُسْمِعَ بِمُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَعَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ وَعَلِيِّ بْنِ مُوسَىٰ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ وَعَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ وَالْحُجَّةِ الْمُنْتَظَرِ لِإِذْنِكَ صَلَوَاتُكَ وَسَلَامُكَ وَرَحْمَتُكَ وَبَرَكَاتُكَ عَلَيْهِمْ - صَوْتِي، لِيَشْفَعُوا لِي إِلَيْكَ، وَتُشَفِّعَهُمْ فِيَّ، وَلَا تَرُدَّنِي خَائِبًا، بِحَقِّ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ.

اور اپنی حاجت طلب کرو۔ انشاءاللہ آستانہ جود وسخا پر ہر سوال کا جواب ملے گا۔

حضرت فاطمہ زہراؑ کی ولادت بیس جمادی الثانی اور شہادت ۳ جمادی الثانی کو واقع ہوئی ہے اس لیے ان دونوں تاریخوں میں مزار بتولؑ کی زیارت کا ثواب بیحد و بے حساب ہے۔

عید مباہلہ کے روز حضرت فاطمہ زہراؑ کی زیارت کا ثواب فراوان ہے۔ اور سورہ ہل اتی کا نزول ۲۵ ذی الحجہ کو ہوا ہے اس لیے اس روز بھی آستانہ فاطمیؑ پر جبہہ سائی کا اجر عظیم ہے(۱)

حضرت فاطمہ زہراؑ ہر روز حسب ذیل دعاؤں کو پڑھا کرتی تھیں۔

(۱) بحار ج ۱۰۰ ص ۲۰۲

ہفتہ کے دن

اللّهمّ افتح لنا خزاين رحمتك، وهب لنا اللّهمّ رحمة لا تعذّبنا بعدها في الدّنيا والآخرة، وارزقنا من فضلك الواسع رزقاً حلالاً طيّباً، ولا تحوجنا ولا تفقرنا إلى أحد سواك وزدنا لك شكراً وإليك فقراً وفاقة وبك عمّن سواك غناً وتعفّفاً.

اللّهمّ وسّع علينا في الدّنيا. اللّهمّ إنّا نعوذبك أن تزوي وجهك عنّا في حال ونحن نرغب إليك فيه، اللّهمّ صلّ على محمّد وآل محمّد، وأعطنا ما نحبّ واجعله لنا قوّة فيما نحبّ يا أرحم الرّاحمين.

یکشنبہ کے دن

اللّهمّ اجعل اوّل يومي هذا فلاحاً وآخره نجاحاً وأوسطه صلاحاً، اللّهمّ صلّ على محمّد وآل محمّد واجعلنا ممّن أناب إليك فقبلته، وتوكّل عليك فكفيته، وتضرّع إليك فرحمته.

دوشنبہ کے دن

اللّهمّ إنّي أسئلك قوّة في عبادتك، وتبصّرا في كتابك، وفهماً في حكمك، اللّهمّ صلّ على محمّد وآل محمّد. ولا تجعل القرآن بنا ماحلاً، والصّراط زائلاً ومحمّداً صلّى الله عليه وآله وسلّم عنّا مولّياً.

سہ شنبہ کے دن

اللّهمّ اجعل غفلة النّاس لنا ذكراً، واجعل ذكرهم لنا شكراً. واجعل صالح ما نقول بألسنتنا نيّة في قلوبنا. اللّهمّ إنّ مغفرتك أوسع من ذنوبنا. ورحمتك أرجى عندنا من أعمالنا. اللّهمّ صلّ على محمّد وآل محمّد، ووفّقنا لصالح الأعمال والصواب من الفعال.

چہارشنبہ کے دن

اللّهمّ احرسنا بعينك الّتي لاتنام. وركنك الّذي لايرام. وبأسمائك العظام وصلّ على محمّد وآله، واحفظ علينا مالو حفظه غيرك ضاع، واستر علينا ما لوستره غيرك شاع، واجعل كلّ ذلك لنا مطواعاً إنّك سميع الدّعاء قريب مجيب.

پنجشنبہ کے دن

اللّهمّ إنّي أسئلك الهدى والتّقى والعفاف والغنى والعمل بما تحبّ وترضى اللّهمّ إنّي أسئلك من قوّتك لضعفنا، ومن غناك لفقرنا وفاقتنا، ومن حلمك وعلمك لجهلنا، اللّهمّ صلّ على محمّد وآل محمّد، وأعنّا على شكرك وذكرك، وطاعتك وعبادتك برحمتك يا أرحم الرّاحمين.

جمعہ کے دن۔

اللّهمّ اجعلنا من أقرب من تقرّب إليك وأوجه من توجّه إليك، وأنجح من سألك وتضرّع إليك، اللّهمّ اجعلنا ممّن كأنّه يراك إلى يوم القيامة الّذي فيه يلقاك، ولا تمتنا إلّا على رضاك، اللّهمّ واجعلنا ممّن أخلص لك بعمله وأحبّك في جميع خلقك.

اللّهمّ صلّ على محمّد وآل محمّد، واغفرلنا مغفرة جزماً حتماً لا نقترف بعدها ذنباً، ولانكتسب خطيئة ولا إثماً، اللّهمّ صلّ على محمّد وآل محمّد. صلاة نامية دائمة زاكية متتابعة متواصلة مترادفة برحمتك يا أرحم الرّاحمين.[1]

فصل ۳۵

بارگاہِ الٰہی میں قیامت کے روز حضرت فاطمہ زہراؑ کی عظمت اور شان

قیامت میں حضرت فاطمہ زہراؑ کی شان

محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ: حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا: قیامت کے روز حضرت فاطمہ زہراؑ کی سواری جنت کے دروازہ پر ٹھہر جائے گی اس وقت ہر شخص کی دونوں آنکھوں کے درمیان اس کے ایمان یا کفر کی سند لکھی ہوگی۔

گناہگاروں کو دوزخ میں جانے کا حکم ہوگا اگر وہ اہلِ بیتؑ کے محبوں سے ہوا۔ تو حضرت فاطمہ زہراؑ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "محب" لکھا ہوا پائینگی۔

اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کریں گی۔

اے میرے اللہ، آقا اور پروردگار تو نے میرا نام فاطمہؑ قرار دیا ہے اور تو نے میرے حق کے واسطے سے میری آل اولاد اور ذریت کے دشمنوں کو دوزخ کی آگ سے محفوظ قرار دیا ہے اور تیرا وعدہ برحق ہے۔ اور تو اپنے وعدہ کے برخلاف نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے فاطمہؑ تم نے سچ کہا میں نے تمہارا نام فاطمہ قرار دیا ہے۔ اور تمہاری خاطر۔ تمہارے اور تمہاری آل اولاد اور ذریت کے محبوں کو دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھوں گا۔ میرا وعدہ حق اور برحق ہے اور میں اپنے وعدہ کے برخلاف نہیں کرونگا۔

میں نے اپنے اس بندہ کو دوزخ میں جانے کا اس لیے حکم دیا تھا کہ تم آؤ اور اس کی شفاعت کرو۔ میں تمہاری شفاعت کو قبول کرتا ہوں۔

میرے فرشتوں۔ انبیاء و رسولوں اور اہل موقف افراد کو یہ معلوم ہو جائے کہ میری بارگاہ میں تمہارا ایک مرتبہ اور مقام ہے جس شخص کی آنکھوں کے درمیان مومن لکھا ہو اس کو جنت میں جانے کا پروانہ دے دو اور اپنے دست مبارک سے اسکو جنت میں داخل کر دو۔(۱)

حضرت سرور دو عالم محمد مصطفےٰ پیغمبر اسلامؐ نے ارشاد فرمایا!

اللہ تعالیٰ اپنی تمام خلائق اول اور آخر کو جمع کرے گا اور جب تمام امتیں اس بزم میں حاضر ہو جائینگی۔ تو عرش الٰہی کے زیر سایہ یہ آواز بلند ہو گی۔

اے گروہ خلائق اپنی آنکھوں کو موند لو، کہ حضرت سیدہ نساء عالمین فاطمہ زہراؑ بنت محمد مصطفےٰ سید الانبیاءؐ کی سواری پلصراط سے گزر جائے۔

خلق خدا کل کی کل اپنی آنکھوں کو بند کریگی اور کسی بھی فرد کی آنکھ نہیں کھلی ہو گی۔ سوائے حضرات محمدؐ و علی و حسن و حسینؑ اور انکی اولاد طاہر و معصومؑ کے وہ معصومینؑ فاطمہؑ کے فرزند ہیں۔ وہ جنت میں داخل ہو جائینگی۔ اور ان کی چادر کا سایۂ پل صراط پر برقرار

(۱) بحار ج ۸ ص ۵۱

رہے گا۔ چادر کا ایک سرا ان کے دست مبارک میں ہوگا اور وہ جنت میں داخل ہو چکی ہونگی۔

اور دوسرا، چادر کا سرا عرصہ قیامت پر سایہ فگن ہوگا اور اس وقت ہمارے پروردگار کا منادی آواز دے گا!

یا ایّھا المحبّون لِفاطمۃ تعلقوا باھداب مرط فاطمۃ سیدۃ نساء العالمین"

اے محبان فاطمہ۔ فاطمہؑ کی چادر تطہیر کے دامن کے سرے کو تھام لو۔ حضرت فاطمہ زہراؑ کی مودت اور محبت کا دم بھرنے والے چادر تطہیر کے زیر سایہ ہوں گے۔ اور وہ دوزخ سے نجات پا جائیں گے(۱) اور کروڑوں کروڑ گناہگار نجات پائیں گے۔

حضرت امام جعفر صادقؑ نے بیان کیا!

حضرت رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا! روز قیامت حضرت فاطمہ زہراؑ کے لیے ایک نوری قبہ یعنی خیمہ لگایا جائے گا اور امام حسینؑ اپنے ہاتھوں پر اپنا سر انور لیے ہوں گے اور آپ کی مادر گرامی فاطمہ زہراؑ انھیں اس حال میں دیکھ کر ایک چیخ مارینگی اور تمام ملائکہ مقرب و نبی اور رسول اور مومنین اس چیخ کو سنکر روئیں گے۔(۲)

حضرت امام جعفر صادقؑ بیان کرتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ انصاری نے میرے باباجان امام محمد باقرؑ سے عرض کیا! اے فرزند رسولؐ

(۱) بحار ج ۸ ص ۶۸
(۲) بحار ج ۴۳ ص ۲۲۱

میں آپ پر فدا ہو جاؤں اپنی جدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہرا ع کے فضائل
میں کوئی حدیث بیان فرمائیں۔ کہ میں آپکے شیعوں کی خوشی اور شادمانی
کے لیے ان کے سامنے بیان کروں۔ حضرت امام محمد باقر ع نے فرمایا! مجھ
سے میرے بابا جان ع نے فرمایا! ان سے ان کے بابا جان نے بیان فرمایا
ان سے حضرت رسول خدا ص نے ارشاد فرمایا! قیامت میں انبیاء
اور مرسلین ع کے لیے ایک منبر نوری نصب کیا جائے گا اور ان منبروں
میں سب سے اونچا منبر اس روز صرف میرا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا اے محمد ص خطبہ پڑھو۔ میں ایسا خطبہ
پڑھوں گا کہ اس سے پہلے تمام نبیوں اور رسولوں نے اسکی مثل و مانند
نہیں سنا ہوگا۔ اوصیاء کے واسطے بھی نور کے منبر لگائے جائیں گے
میرے وصی علی بن ابی طالب کے واسطہ ان تمام منبروں کے درمیان
میں نور کا منبر نصب کیا جائے گا۔ اور یہ منبر بھی تمام منبروں سے اونچا ہوگا۔
اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا!

اے علی ع خطبہ پڑھو حضرت علی خطبہ پڑھیں گے۔ ایسا خطبہ
کہ جسکی مثل و نظیر تمام انبیاء اور اوصیاء الٰہی نے کبھی نہیں سنا ہوگا۔

اس کے بعد انبیاء اور رسولان الٰہی ع کی اولاد کے واسطے منبر
لگائے جائیں گے۔ یہ منبر بھی نور کے ہی ہوں گے۔ میرے فرزندوں
نواسوں اور میرے چمن حیات کے پھولوں کے واسطے بھی نوری منبر
ہوں گے۔ اور ان سے کہا جائیگا کہ خطبہ پڑھو اور دونوں بھائی
خطبے پڑھیں گے۔ اور انبیاء اور مرسلین کے فرزندوں میں کسی نے
بھی ان خطبوں کی مثل و نظیر نہیں سنے ہوں گے۔ اور جبرائیل ع آواز دیں گے

فاطمہ بنت محمد ص کہاں ہیں؟ خدیجہ بنت خویلد کہاں ہیں؟ مریم بنت
عمران کہاں ہیں؟ آسیہ بنت مزاحم کہاں ہیں؟ ام کلثوم مادر یحییٰ
کہاں ہیں وہ سب کھڑی ہو جائینگی۔ اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

اے حاضرین آج صاحب کرم اور جود و سخا کون ہے؟

حضرات محمد و علی و حسن اور حسین ع کہیں گے۔ بس اللہ تعالیٰ
کے لیے ہے وہ یکتا و یگانہ اور قہار ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے
حاضرین میں اپنا کرم اور جود و سخا محمد و علی و حسن و حسین اور
فاطمہ ع کے لیے قرار دیتا ہوں۔

اے حاضرین اپنے سروں کو خم کر لو اور آنکھوں کو موند لو کہ فاطمہ
کی سواری جنت میں داخل ہو جائے۔ حضرت جبرئیل ع ناقہ لائیں گے
اس پر عماری ہوگی اور ناقہ کی مہار مروارید رطب کی ہوگی اور اسکی
رحل مرجان کی ہوگی۔ حضرت فاطمہ ع اپنے ناقہ پر سوار ہونگی ایک لاکھ
فرشتے دائیں جانب اور ایک لاکھ ملائکہ بائیں سمت ہوں گے۔
اور ایک لاکھ فرشتے انکی سواری کو حمل کئے ہوں گے۔ اور اس شان
سے انکی سواری جنت کی طرف روانہ ہو جائے گی۔

جب یہ سواری دروازۂ جنت پر پہونچیگی۔ تو فاطمہ ع اپنی سواری کو
دروازے پر ٹھہر جانے کا حکم دیں گی۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا! اے
میرے حبیب ع کی لخت جگر۔ آپ یہاں کیوں ٹھہر گئیں۔ میں نے تمہیں
جنت میں جانے کا حکم دیا ہے؟

فاطمہ زہرا ع عرض کریں گی! میرے پروردگار آج میں یہاں اپنی
شان اور قدر و منزلت دیکھنا چاہتی ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے حبیبؐ کی نورِ نظر آپ واپس
آئیں اور دیکھیں کہ وہ کون ہے کہ جس کے دل میں تمہاری مودت اور
محبت ہے۔ اور تمہاری اولاد اور ذریت کی جس دل میں محبت ہے
اسے جنت بخش دو۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا!

اے جابر خدا کی قسم اس روز حضرت فاطمہؑ کے شیعہ اور
دوست اس طرح سے امنڈ پڑیں گے کہ جس طرح پرندے فاسد
دانوں کو چھوڑ کر اچھے دانوں کی طرف آجاتے ہیں جب ہمارے تمام
شیعہ اور احباء دروازہ جنت پر جمع ہو جائیں گے تو وہ اللہ تعالیٰ
کی طرف متوجہ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا! اے میرے
دوستو! میرے حبیبؐ کی بیٹی نے تمہاری شفاعت کر دی ہے۔

وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار آج ہمکو اپنی شان سے آگاہی
ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے میرے دوستو! جاؤ واپس جاؤ
اور یہ دیکھو کہ فاطمہؑ کی نسبت سے تمہارے ساتھ کس نے محبت کی
ہے اور یہ دیکھو کہ حُبِ فاطمہ میں کس نے تمہیں کھانا کھلایا ہے اور یہ
دیکھو کہ فاطمہؑ کی نسبت سے کس نے تمہیں لباس پہنایا ہے اور یہ دیکھو
کہ محبت فاطمہؑ میں کس نے تمہیں شربت پلایا ہے۔ اور یہ دیکھو کہ محبت
فاطمہ میں تمہاری غیبت میں تمہاری مدد کس نے کی ہے۔ ان سب کے
ہاتھ پکڑو اور جنت میں انھیں داخل کر دو۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا!

خدا کی قسم کافر و منافق اور شکی لوگوں کے سوائے سب لوگوں کی

مغفرت ہو جائے گی۔

کچھ لوگ فریاد کرتے رہ جائیں گے! ہمارا کوئی شفیع اور دوست
نہیں ہے۔ اے کاش ہمکو کسی طرح دنیا میں واپس پلٹا دیا جائے
اور اس مرتبہ ہم سچے اور کھرے مومن بن جائیں گے۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا! وہ جو چیز طلب کریں گے
اس سے انھیں مایوس ہونا پڑے گا۔ اور اگر انھیں واپس پلٹا دیا
جائے تو پھر وہ اپنی پرانی عادت ہی کے بندے ہوں گے اور وہ اپنے
دعوے میں جھوٹے ہیں (۱)

ابن عباس کہتے ہیں! حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا!
ایک روز حضرت رسول خداؐ تشریف لائے۔ تو دیکھا کہ حضرت فاطمہ
رنجیدہ ہیں۔

حضور سرورِ دو عالمؐ نے فرمایا! اے نورِ نظر رنجیدہ کیوں ہو؟

حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا! بابا جان آپ نے قیامت و محشر اور عرصہ
محشر میں لوگوں کے وقوف کا ذکر کیا تھا۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا! ہاں میری بیٹی وہ بہت ہی عظیم دن ہے
لیکن جبرئیلؑ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان کیا اور مجھکو بتایا کہ روزِ
قیامت سب سے پہلے میرے اوپر سے زمین کی چادر اٹھیگی اور میرے
بعد میرے پدر بزرگوار حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بعد تمہارے شوہر
علی بن ابی طالب اور ان کے بعد اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرئیلؑ

---

(۱) بحار ج ۸ ص ۵۱-۵۲

ستر ہزار فرشتوں کو لیکر تمہارے مزار پر آئیں گے اور تمہارے
مزار پر سات نوری چادریں چڑھائیں گے اور پھر حضرت اسرافیلؑ
تین نوری حلّے لیکر تمہاری خدمت میں حاضر ہوں گے اور وہ بالین
سر کھڑے ہوکر تمہیں آواز دیں گے!

اے فاطمہ بنت محمد صلعم اٹھو۔ محشر میں تمہارا انتظار
ہے۔ تم بے خوف و خطر اپنے مزار سے اٹھو گی۔ اپنے لباس میں
ملبوس ہوگی۔ اسرافیلؑ سے تمہیں بہشتی نوری حلّے مل جائیں گے۔
ان حلّوں کو زیب تن کرو گی۔ پھر فرشتہ روفائیل سواری لے کر
خدمت میں حاضر ہوں گے۔ اس کی مہار مروارید رطب کی ہوگی اور
سنہری عماری اس کی پشت پر لگی ہوگی۔ اور تم اس پر سوار ہو کر
آؤ گی۔ روفائیل کے ہاتھ میں اسکی مہار ہوگی۔ اور جلو میں ستر ہزار
فرشتے ہوں گے۔ اور ان کے آگے لوائے تسبیح ہوگی اور ستر ہزار حوریں
تمہاری زیارت کے لیے آئیں گی۔ وہ اپنے ہاتھوں میں نوری انگیٹھیاں لیے
ہونگی۔ اور ان سے عود کی خوشبو کی مہک ہوگی اور سبز زبرجد کے
کاکلوں سے وہ آراستہ ہونگی اور وہ تمہاری سواری کی دائیں
سمت سے تیزی سے گزر جائیں گی۔

جب تم اپنے مزار سے اٹھو گی۔ تو مریم بنت عمران تمہارے استقبال
کے لیے آئیں گی۔ وہ تمہیں سلام پیش کریں گی ان کے ساتھ بھی
حوروں کی قطار ہوگی اور تمہاری بائیں جانب سے گزریں گی۔ پھر
تمہاری والدہ خدیجہ بنت خویلد تمہارے استقبال کے لیے آئیں
گی۔ ان کے جلو میں ستر ہزار فرشتے ہوں گے اور ان کے ہاتھوں میں

لوائے تکبیر ہوگا۔ پھر حوا ستر ہزار حوروں کے ساتھ تمہارے استقبال
کے لیے آگے بڑھیں گی۔ ان کے ہمراہ آسیہ بنت مزاحم ہونگی۔ وہ
تمہارے ساتھ ساتھ چلیں گی۔ اللہ تعالیٰ ایک بلندی پر اپنی تمام خلائق
کو جمع کریگا اور تخت عرش سے منادی کی یہ صدا ہوگی۔

اے لوگو! اپنی آنکھوں کو موند لو کہ حضرت فاطمہؑ بنت محمدؐ کی سواری
گزر جائے گی۔ صرف حضرت ابراہیمؑ اور علی بن ابی طالب اس روز تمہاری
شان کا جلوہ دیکھیں گے۔ حضرت آدم اور حوا بھی تمہاری والدہ خدیجہؓ
کے ہمراہ ہوں گے۔

تمہارے واسطے نوری منبر نصب کیا جائے گا اور اس کے سات
مراتب ہوں گے۔ ایک مرتبہ سے دوسرے مرتبہ تک فرشتوں کی صفیں
ہونگی ان کے ہاتھوں میں لوائے نور ہوں گے۔ منبر کی دائیں اور بائیں جانب
حور العین ہونگی۔

بائیں طرف سے حوا اور آسیہ تمہارے قریب ہونگی۔ جب تم
منبر کے عرشہ پر پہونچ جاؤ گی تو جبرئیل آئیں گے اور کہیں گے: فاطمہ
سوال کرو۔ اس وقت تم کہو گی! پروردگار۔ مجھ کو حسن اور حسینؑ کا دیدار
ہو جائے۔ حسین تمہاری خدمت میں حاضر ہوں گے۔ اور وہ کہیں گے
پروردگار آج میرا حق مجھ کو ملے اور مجھ پر ظلم کرنے والوں کو سزا دی
جائے۔ اس وقت پروردگار کے غضب کا ظہور ہوگا۔ اور پروردگار
کے غضب سے دوزخ اور دوزخ پر مامور تمام فرشتوں پر غضب
طاری ہوگا۔ اس وقت دوزخ کی آواز بلند ہوگی اور دوزخ کے فرشتے
نمودار ہوں گے اور امام حسینؑ کے قاتلوں کو اور ان قاتلوں کی آل اولاد

اولاد کو پکڑ کر دوزخ میں ڈال دیں گے۔

وہ کہیں گے پروردگار ہم تو امام حسین کے قتل میں شریک نہیں تھے۔ اللہ تعالیٰ دوزخ سے فرمائے گا! کبود چشم اور کالے منہ والوں کو نگل جا۔ انکی پیشانیوں کو پکڑو اور دوزخ کے نیچے کے حصہ میں انہیں ڈال دو۔ اور آگ کی تہہ میں انہیں جگہ دو یہ وہ ستمگار ہیں کہ جو حسینؑ کے دوستوں کے حق میں اپنے باپ دادا سے بھی ظلم ظلم کرنے میں بڑھ چڑھ کر تھے اور حسینیوں کو ستانے میں حسینؑ کے قاتلوں سے بھی بڑھ کر جفا کار تھے اور بڑے ظالم اور ستمگار تھے۔

اور دوزخ سے ان کی آہیں اور فریادیں بلند ہوں گی۔

حضرت فاطمہ زہراءؑ سے جبرئیلؑ فرمائیں گے اے فاطمہؑ اپنی خواہش بیان کرو۔ اس وقت تم کہوگی۔ پروردگار! میرے شیعہ! اللہ تعالیٰ فرمائے گا! میں نے انہیں بخش دیا ہے۔

تم کہوگی! پروردگار میری اولاد کے شیعہ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے انہیں بھی بخش دیا ہے۔ اس وقت تم کہوگی۔ پروردگار میرے شیعوں کے دوست۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا! عرصۂ محشر میں آؤ اور جو لوگ تمہاری چادر تطہیر کے زیر سایہ ہوں وہ بھی جنت میں تمہاری ہی خدمت میں ہیں۔ اس وقت خلائق کی خواہش ہوگی اے کاش ہم بھی فاطمی ہوتے۔

تمہاری سواری اس طرح چل رہی ہوگی۔ قیامت میں تمہارے شیعہ، تمہاری اولاد کے شیعہ اور امیر المومنینؑ کے شیعہ بے خوف وخطر ہیں، وہ سب عذاب سے محفوظ ہیں۔ وہ جنتی لباس میں ملبوس ہیں

سختیاں ان سے دور ہیں۔ اور ان کی منزلیں آسان ہیں۔ انہیں کوئی ڈر نہیں ہے جبکہ دوسرے لوگوں کو آج ہر طرح کا خوف وہراس ہوگا آج تو ساقی کوثر کے بندے ہی سیراب ہیں۔ اور جس کا کوئی ساقی نہ ہو وہ تشنہ لب اور تشنہ کام ہے۔

جب باب جنت پر تمہاری سواری پہونچیگی تو وہاں بارہ ہزار حوریں پیشوائی کو آئیں گی یہ وہ حوریں ہونگی کہ جنہیں تم سے پہلے کسی نے نہیں دیکھا ہوگا اور تمہارے بعد بھی کسی کو انکا دیدار نہیں ہوگا۔ وہ زیورات میں آراستہ ہونگی۔ ان کے ہاتھوں میں یاقوت اور مروارید کے گلدان ہوں گے اور ان پر ریشمی سرپوش پڑے ہوں گے۔

اہل جنت تمہاری پیشوائی اور استقبال کو آئیں گے اور تمہارے شیعوں کے واسطے دسترخوان بچھے ہوں گے اور وہ جنت کی غذائیں نوش کریں گے۔ اور دوسرے لوگ اپنے حساب کتاب اور نامۂ اعمال کی گرفت میں ہوں گے۔ اور تمہارے شیعہ جنتی نعمتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔(۱)

حضرت فاطمہؑ کی محبت ایمان ہے اور انکی دشمنی کفر ونفاق ہے۔ اسی طرح آئمہ معصومینؑ کی محبت ایمان ہے۔

حدیث میں ہے!

حضرت فاطمہؑ کی محبت عین ایمان ہے اور انکی دشمنی کفر ونفاق ہے۔(۲)

---

(۱) بحار ج ۸ ص ۵۳ - ۵۵۔

(۲) شرح الحدیدی ج ۱۶ ص ۲۸۲

حضرت امام جعفر صادق ؑ نے ارشاد فرمایا!

حیّ علیٰ خیر العمل ،، خیر العمل ،، ولایت ہے اور ایک حدیث میں ہے۔!

خیر العمل ،، حضرت فاطمہ ؑ اور ان کی اولاد کے حق میں نیکی کرنا ہے (۱)

سلمان فارسی رضؓ کہتے ہیں! حضرت رسول خداؐ نے فرمایا! اے سلمان! میری بیٹی فاطمہ سے محبت کرتے والے جنت میں میرے ساتھ ہیں۔ اور فاطمہ کے دشمن دوزخ میں ہیں اے سلمان فاطمہ ؑ کی محبت سو جگہ فائدہ پہونچائے گی۔ اور ان میں سب سے آسان منزل موت و قبر میزان و محشر و صراط اور حساب و کتاب کی منزل ہے (۲)

ایک حدیث میں ہے!

اللہ کی طرف سے درود و سلام ہو محمد المصطفےٰ ؐ و علی مرتضیٰ و فاطمہ زہرا ؑ و حسن ؑ اور حسین ؑ فرزندان رسول عالمیان ؐ پر۔ قیامت کے روز ان کے شیعہ اور دوستوں کو امان ہے وہ آگ سے محفوظ ہیں (۳)

عبادت قلب!

حضرت رسول خداؐ نے فرمایا! علی ؑ کو یاد کرنا عبادت ہے۔

---

(۱) توحید۔ صدوق ص ۲۴۱

(۲) مقتل الحسین خوارزمی ص ۵۹ - ینابیع المودۃ ص ۲۶۳

(۳) مقتل الحسین خوارزمی ص ۹۵

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قرابت داروں کی محبت کو اجر رسالت قرار دیا ہے۔ ولایت اور امامت آئمہ معصومین اہل بیت پر ایمان اور اعتقاد اور انکی محبت اور اطاعت اور ان کے دشمنوں سے دشمنی اور عداوت دلوں کی عبادت ہے۔ اور دلوں کی عبادتوں میں سب سے اشرف اور افضل ہے۔

استاد شہید مرتضیٰ مطہری رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب عدل الٰہی میں بیان فرماتے ہیں!

شیعہ اور غیر شیعہ کا فرق ایجاب اور عمل کا فرق ہے اور یہ فرق سلب اور نفی کا نہیں ہے۔ یعنی ہم دو مسلمانوں کو ملاحظہ کرتے ہیں ان میں ایک صاحب شیعہ ہیں اور دوسرکر شیعہ نہیں ہیں ایسی صورت میں شیعہ کو غیر شیعہ پر دنیا اور آخرت میں تقدم حاصل ہوگا۔

اور اگر وہ دونوں اپنے مذہب کے مطابق عمل نہیں کرتے تو پھر سعادت اور شقاوت تقدم اور تاخر میں کسی طرح کا فرق نہیں ہوگا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ عقیدہ اور اعتقاد کا عمل میں جلوہ ہو۔ اور عمل اعلان کردے کہ عامل کے اولیاء کون ہیں۔ اور اس کے دل میں کون بستا ہے۔ وہ اپنے عمل میں کعبۂ دل میں رہنے والے افراد کی تصویر بناتا ہے۔ وہ اپنی روزمرّہ کی زندگی میں اپنے دل میں آباد ہستیوں کا جلوہ دکھاتا ہے شیعہ کے لیے ایک لائحہ عمل ہے اور غیر شیعہ بھی ایک پروگرام پر عمل کرتا ہے۔ شیعہ اور غیر شیعہ اپنے اپنے راستے پر گامزن ہیں۔

ایک شیعہ ختم نبوت کو امامت میں پاتا ہے اور غیر شیعہ ختم نبوت کو خلافت میں دیکھتا ہے امامت، نبوت ہی کی طرح ایک عہدہ الٰہی ہے

لطف الٰہی ہے۔

اور خلافت میں مصلحت اندیشی ہے۔ شیعہ کہتا ہے کہ اللہ کی حکومت کا مطلب یہ ہے کہ حاکم اللہ کی طرف سے ہوگا۔

غیر شیعہ کہتا ہے کہ وہ خود حاکم ہو۔ اور اگر وہ حاکم نہیں ہے تو پھر اس کے اسلام اور ایمان کا کوئی فایدہ نہیں ہے۔

ایک شیعہ اپنی ہستی کا مالک اپنے خالق کو مانتا ہے اور وہ اس کی خوشنودی کی خاطر اپنی زندگی کے دن ورات بسر کرتا ہے۔ وہ اپنے گہوارہ سے گور کی منزل تک "حبًا فی اللہ اور بغضًا فی اللہ" کا مظہر ہے۔ اس کے دل میں بس انھیں حضرات کی محبت ہے کہ قرآن میں جنکی مودت کو اجر رسالت قرار دیا ہے۔

اور غیر شیعہ خود پرستی۔ حب جاہ و حب مقام کا خوگر ہے۔ بس یہی فرق ہے ایک شیعہ اور غیر شیعہ میں۔

حضرت رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا!

جو شخص آئمہ اہل بیت کا اقرار کرتا ہے وہ مومن ہے اور جو شخص انکا منکر ہے وہ کافر ہے۔(۱)

حضرت رسول خداؐ کی یہ بھی حدیث ہے!

یا حذیفہ اِنّ حجۃ اللہ بعدی علیک علی بن ابی طالب علیہ السلام الکفر بہ کفر باللہ والشرک بہ شرک باللہ والشک فیہ شکٌ

---

(۱) الوسائل ج ۱۸ ص ۵۶۲۔ وامام علی ابن ابی طالب ص ۱۳۸ - ۱۴۴-
احمد رحمانی ہمدانی مدظلہٗ۔

فی اللہ والالحاد فیہ الحاد فی اللہ والانکار لہٗ انکار اللہ والایمان بہٖ ایمان باللہ"(۱)

اے حذیفہ میرے بعد تمہارے واسطے اللہ تعالیٰ کی حجت علی ابن ابی طالب ہیں۔ انکی ذات سے کفر ذات الٰہی سے کفر ہے۔

انکی ذات پر شرک ذات الٰہی میں شرک ہے انکی ذات پر شرک ذات الٰہی میں شرک ہے۔ انکی ذات میں شک۔ اللہ کی ذات میں شک ہے۔ انکی ذات میں الحاد۔ اللہ کی ذات میں ملحد ہو جانا ہے۔ انکی ذات کا انکار۔ اللہ تعالیٰ کا انکار ہے۔ اور انکی ولایت و امامت پر ایمان اللہ کی وحدانیت توحید اور یگانگی پر ایمان ہے"

امامت اور ولایت پر ایمان اور عقیدہ رکھنا اجر و ثواب کا مستحق ہے۔ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کی ولایت اور امامت پر ایمان اور اعتقاد رکھنے والا۔ اگر عمل خیر انجام دینے سے قبل آخرت کے سفر پر چلا ئے تو اسکو اجر وثواب ضرور ملے گا۔ اور حضرت علیؑ نے جن چیزوں سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔ اور کوئی علی کا غلام ان ممنوعہ چیزوں کے قریب نہیں جاتا تو اس کے واسطے اجر و ثواب ہے۔

گویا مولا علیؑ کی اطاعت میں اجر و ثواب ہے۔ گرچہ معصیت کاری پر عذاب ہے۔ لیکن حضرت علی اور اہل بیت کی محبت و مودت سے نفسانی بیماریاں گل جاتی ہے اور روحانی پلیدی اور گندگی

---

(۱) کتاب الطہارت شیخ مرتضیٰ انصادی (رہ) ص ۳۲۹۔ النظر السادس فی النجاسات فصل طہارت المخالف۔

مٹ جاتی ہے۔ روح پاک اور دل صاف ہو جاتے ہیں۔ یہی اکسیر اعظم ہے۔ جس کی کیمیا گروں کو جستجو اور تلاش ہے۔ یہ وہ اکسیر ہے کہ جو ماہیت کو بدل دیتا ہے دلوں کی ماہیت کو بدل دیتا ہے اور شقی ازلی کو سعید ابدی بنا دیتا ہے۔

اگر کسی کو سعادت چاہیے تو وہ ولایت کے حوض کوثر سے سیراب ہو

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں ہم لوگ حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں تھے۔ اور کسی سفر پر جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک اعرابی نے چیخ کر پکارا اور کہا! اے محمدؐ۔

حضرت رسول خداؐ نے اس سے دریافت فرمایا! کیا کہنا چاہتے ہو؟ اعرابی نے کہا! ایک شخص اپنی قوم سے محبت کرتا ہے لیکن وہ اپنی قوم کے کام میں شریک نہیں ہے حضرت رسولؐ نے فرمایا! المرءُ مع من احبّ، شخص اپنے محبوب کے ساتھ ہے۔(۱)

حضرت رسول خداؐ نے اپنی امت کے بارے میں ارشاد فرمایا!

انی لا رجو لامتی فی حب علی کما ارجو فی قول
لا الہ الا اللہ(۲)

میں اپنی امت سے محبت علی میں وہی امید رکھتا ہوں کہ جو کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کے اقرار میں اپنی امت سے آرزومند ہوں۔ گویا کلمہ توحید چراغ ہے اور ولایت علی بن ابی طالب اسکی روشنی ہے۔"

---

۱ بحار ج ۲۷ ص ۱۰۲

۲ بحار ج ۳۹ ص ۲۴۹

حضرت رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا!

حضرت علیؑ کی محبت گناہوں کو مٹا ڈالتی ہے اسی طرح کہ جس طرح آگ زنگ کو مٹا ڈالتی ہے(۱)

حضرت رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا!

حُبّ علی حسنة لا تضر معها سیئة وبغضه
سیئة لا تنفع معها حسنة "(۲)

علی کی محبت و ولایت وہ نیکی ہے کہ جس کے ساتھ کوئی گناہ نہیں رہتا۔ اور علیؑ کی دشمنی وہ گناہ ہے کہ جس کے ساتھ کوئی نیکی نہیں رہتی۔

حضرت امام جعفر صادقؑ ارشاد فرماتے ہیں!

حب علی عبادة وافضل العبادة "(۳)

علی کا عشق عبادت ہے۔ عین عبادت ہے۔ اور ہر عبادت سے افضل ہے(۴)

حضرت آیۃ اللہ وحید بہبہانی کہتے ہیں!

حب علی حسنة "کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی شخص حقیقت میں حضرت امام علی کا دوست اور محب ہو گا تو اسکی عبادت اطاعت اور

---

۱ مناقب المرتضویہ "علامہ کشفی ص ۱۲۳۔ لسان المیزان ج ۱ ص ۱۸۵

۲ ینابیع المودة ص ۹۱۔ بحار ج ۳۹ ص ۳۰۴

۳ بحار ج ۳۹ ص ۲۴۹۔ ص ۳۰۴ ینابیع المودة ص ۹۱

۴ تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۳۵۱

اخلاق اور سب کچھ مولا علیؑ کی اطاعت میں ہوگا۔ اور اطاعت میں اخلاص ہوگا۔ ایمان ہوگا۔ اور اطاعت و اخلاق اور ایمان ہر معصیت کے سامنے کھڑے ہو جائیں گے اور ہر گناہ کے ارتکاب سے باز رکھیں گے۔

مولا علیؑ کے محب اور دوست کو گناہ سے کیا کام؟ وہ تو اپنے آقا کا شیدائی ہے۔ انہیں کا مطیع ہے۔ اور علیؑ کا تابع فرمان ہے۔ اس کا دل کاشانہ علی ہے۔ اور اس کے دماغ میں بھی علیؑ ہیں اور جہاں علی ہوں وہاں گناہ کا کیا کام؟ معصیت کا وہاں گزر نہیں ہے۔ یہ حقیقی محبت کا اثر ہے۔

علامہ مجلسی (رہ) فرماتے ہیں!

"ایمان کے ہوتے ہوئے کسی چیز سے نقصان نہیں ہوگا اور کفر کے ساتھ کوئی چیز نفع نہیں دے سکتی"[۱]

حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں!

حضرت رسول خداؐ نے حضرت علیؑ سے ارشاد فرمایا! اے علی جس مرد مومن کے دل میں تمہاری محبت راسخ ہو جائے گی۔ اگر پل صراط پر اس کے قدم میں لغزش ہوئی تو اس کا دوسرا قدم مضبوطی سے پڑے گا اور اللہ تعالیٰ تمہاری محبت کی وجہ سے اس کو جنت میں پہونچا دیگا[۲]

---

[۱] بحار ج ۶۸ ص ۱۰۳

[۲] بحار ج ۳۹ ص ۳۰۵ "یا علی ما ثبت حبک فی قلب امرءٍ مومن فزلت بہ قدم علی الصراط الا ثبت لہ قدم اخریٰ حتیٰ یدخلہ اللہ بحبک الجنۃ"۔

حضرت رسول خداؐ نے فرمایا!

مَن احبّکَ خَتَمَ اللہُ لہٗ بالاَمن والایمان وَمَن ابغَضَکَ اماتہُ اللہ میتۃ جاھلیۃ"

اے علیؑ جو شخص تم سے محبت کریگا۔ اللہ اس کو امن و ایمان میں کمال عطا کریگا اور جو تمہارا دشمن ہوگا۔ اللہ اسکو جہالت کی موت میں مارے گا[۱]

زید النرسی کہتے ہیں! میں نے حضرت امام موسیٰ بن جعفرؑ کی خدمت میں عرض کیا!

"ایک شخص آپ کا دوست ہے اور آپ کے حق اور ولایت کا عارف بھی ہے۔ مگر وہ شرابی ہے اور گناہ آلود زندگی بسر کرتا ہے کیا ہم اس سے بیزار رہ سکتے ہیں؟

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا!

اس کے برے کاموں سے بیزار رہو، لیکن اس سے بیزار مت ہونا اس سے محبت ہی کرو۔ اور اس کے افعال سے نفرت رکھو۔

میں نے عرض کیا! کیا ہم اسکو فاسق و فاجر کہہ سکتے ہیں؟ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا! فاسق و فاجر اور کافر ہمارا منکر ہے۔ اور ہمارے دوستوں کا دشمن ہے۔

ہمارے دوستوں کے لیے فسق و فجور کی باتوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔ اللہ کو یہ گوارا نہیں ہے کہ ہمارے دوست کو فاسق اور

---

(۱) احقاق الحق ج ۷ ص ۱۳۸

فاجر کہا جائے۔ اگر وہ معصیت کرتا ہے تو گناہگار ہے اگر کہو تو بس یہ کہ اس کا عمل فسق ہے۔ اس کا کام فجور ہے۔ وہ مومن نفس اور خبیث الفعل ہے لیکن اس کی روح اور بدن پاک ہے[1]۔

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں!

حضرت رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا! جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو خلق کیا اور ان کے پیکر میں روح پھونکی تو انہیں چھینک آگئی۔ آدمؑ نے اپنی چھینک پر "الحمدللہ" کہا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل فرمائی۔ اے میرے بندہ تو نے میری حمد وتمجید کی ہے۔ اپنی عزت وجلال کی قسم کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں اگر اپنے دو بندوں کی اس دنیا میں تخلیق کا ارادہ نہ کرتا تو پھر تمہاری خلقت نہ ہوتی۔ آدمؑ نے دریافت کیا اے میرے خدا وہ تیرے دو بندے کیا میری اولاد میں ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! ہاں وہ تمہاری اولاد میں ہیں۔ آدم ذرا اپنا سر اٹھا کر دیکھو۔ آدمؑ نے اپنا سر مبارک اٹھا کر دیکھا تو عرش رحمان پر انھیں یہ عبارت نظر آئی۔

لا الٰہ الا اللہ محمد نبی الرحمۃ وعلیٌ مقیم الحجۃ من عرف حق علی زکی وطاب، ومن انکر حقہ لعِنَ وخاب، اقسمتُ بعزتی وجلالی ان اُدخل الجنۃ من اطاعہ وانِ عصانی واقسمت بعزتی ان ادخل النار من عصاہٗ وان اطاعنی[2]

---

(۱) بحار ج ۶۸ ص ۱۴۷ (۲) مستدرک حاکم نیشاپوری ج ۳ ص ۱۴۱ ینابیع المودہ ص ۱۱

لا الٰہ الا اللہ حضرت محمدؐ پیغمبر رحمت ہیں اور علیؑ سے اللہ تعالیٰ کی حجت قائم رہے گی جو شخص علیؑ کے حق کی معرفت رکھتا ہوگا۔ وہ پاک وپاکیزہ ہو جائے گا۔ اور جس نے علیؑ کے حق کا انکار کیا وہ ملعون ہے اور وہ گھاٹے میں رہے گا۔ اپنی عزت وجلال کی قسم کے ساتھ کہتا ہوں علیؑ کا تابع فرمان جو بھی ہوگا اسکو جنت میں جگہ دونگا گرچہ اس نے میری معصیت کا ارتکاب کیا ہو۔ اور اپنی عزت و جلال کی قسم کے ساتھ کہتا ہوں کہ علی کے مخالفوں کو دوزخ میں ڈال دونگا گرچہ وہ میری اطاعت ہی کیوں نہ کرتے ہوں۔

علامہ مظفر (رہ) بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات، توحید اور حضرت محمدؐ کی نبوت اور رسالت کا اقرار ایمان کے لیے ضروری شرط ہے اور اسی طرح حضرت امام علیؑ کی امامت کا اقرار۔ اس عقیدہ کے ساتھ کہ نص الٰہی اور منصوص رسول خداؐ سے حضرت علیؑ امام ہیں اور امام حسن اور حسین امام ہیں اور امام حسینؑ کے نو فرزند امام ہیں۔ اور امامت نبوت ہی کی طرح اصول دین میں ہے۔ جو شخص اللہ اور رسالت محمدؐ کا اقرار کرتا ہے اس پر واجب ہے کہ وہ آئمہ معصومینؑ کی امامت کا اقرار کرے۔ اگر کوئی شخص امامت کا مقر اور معترف نہیں ہے۔ اس کا ایمان ناقص ہے۔

جو شخص حضرت علیؑ کے حق اور ولایت کا عارف اور حامی ہے اور آں حضرت کا تابع فرمان ہے وہ اللہ اور رسول اللہ کی طرف سے منصوب اور منصوص ہیں اس لیے آں حضرتؑ کی اطاعت اللہ اور رسول اللہؐ کی اطاعت ہوگی۔ اور اسلیے حضرت علیؑ کا تابع فرمان جنت اور بہشت برین کا ساکن

ہے۔ گرچہ وہ معصیتکار اہل ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ مومن مغفرتِ الٰہی کا مستحق ہے۔

جو شخص حضرت علیؑ کی امامت کا منکر ہے وہ اللہ اور رسول اللہؐ کا عاصی اور معصیت کار ہے۔ اور وہ اہل دوزخ اور جہنم اس کا ٹھکانا ہے۔ چاہے بظاہر وہ خدا اور رسول خداؐ کا خود کو اطاعت گزار ہی کیوں نہ کہتا ہو۔ کیونکہ اس کی اطاعت میں ایمان اور اخلاص نہیں ہے اور اطاعت اور عبادت میں اگر ایمان اور اخلاص نہ ہو تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں اللہ اور اس کی کتاب کو مانتا ہوں اور رسول خداؐ کی اطاعت کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ شخص مسلمان نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ اور کتاب اللہ کا حکم ہے کہ رسولِ خداؐ کی اطاعت واجب ہے۔

اللہ اور کتاب اللہ ہی نے رسولِ خداؐ کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے۔ اسلیے حضرت رسولِ خداؐ کا منکر اور مخالف خدا کا منکر اور مخالف ہے اب حدیث قدسی کا مطلب آشکار ہو گیا۔

"میں اپنی عزت وجلال کی قسم کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ علیؑ کے مطیع فرمان کو جنت عطا کروں گا گرچہ اس نے کوئی میری معصیت ہی کیوں نہ کی ہو۔ اور جو شخص علیؑ کا مخالف ہوگا۔ اس کو دوزخ میں ڈال دونگا۔ گرچہ وہ میری اطاعت کا دعویدار ہی کیوں نہ ہو؟

احادیث اور اخبار سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ مغفرت علیؑ کے دوستوں محبوں اور شیعوں کے لیے ہے۔ اور روزِ قیامت وہ کامیاب ہیں۔ اور بہشت انکا مسکن اور گھر ہے۔ آئمہ معصومین ان کی شفاعت کریں گے اور ان کے گناہ بخشے جائیں گے۔ اور انکی برائیاں بھی نیکیوں میں

بدل جائیں گی[1]۔ اس طرح کہ جو لوگ اپنے فاسد اغراض و مقاصد کے حصول کے لیے آئمہ معصومینؑ کے شیعوں اور دوستوں کی غیبت اور برائی بیان کریں گے۔ تو انکی جو نیکیاں ہونگی وہ شیعوں کی طرف منتقل ہو جائینگی اور ان کی جو برائیاں ہونگی وہ دشمنوں کو نصیب ہو جائیں گی۔

بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے
زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے

حضرت امام صادقؑ!

تعصی الالٰہ وانت تظہر حبہ
ھذا لعمرک فی الفعال بدیع
لو کان حبک صادقاً لاطعتہ
انّ المحبّ لمن یحب مطیع[2]

اللہ کی محبت کا اظہار اور پھر اس کی معصیت، یہ تو عجیب طرح کی محبت اور دوستی کا دعویٰ ہے، اگر تمہاری محبت سچی ہوتی تو اس کے مطیع ہوتے، کیونکہ حبیب اپنے محبوب کا مطیع ہوتا ہے۔

حضرت امام صادقؑ نے فرمایا! انّ احق الناس بالورع آل محمد وشیعتھم کئی تقتدی الرعیۃ بھم"

---

(۱) مزید تفصیل کے لیے بحار ج ۶۸ مراجعہ ہو۔ دلائیل الصدق ج ۲ ص ۳-۵ ص ۵۰۴

(۲) بحار ج ۴۷ ص ۲۴۔

آل محمدؐ اور ان کے شیعوں کو زہد و ورع ، تقویٰ اور نیکو کاری میں کمال حاصل ہو۔ کیونکہ وہ افراد بشر کے لیے نمونۂ عمل ہیں۔[۱]

حضرت امام صادقؑ فرماتے ہیں: اگر میرے اصحاب کی شان دیکھنا ہو تو ان کے زہد و ورع خوف خدا، اور ثواب الٰہی کے لیے کوشش کرنے کو دیکھو جب اس طرح کے لوگ تمہیں نظر آجائیں تو سمجھ لینا کہ وہ میرے اصحاب ہیں۔[۲]

شیعوں سے خدا کی معصیت کہاں ہوگی جبکہ ان کے امام معصوم ہیں وہ آئمہ معصومینؑ کی ولایت و اطاعت اور پیروی کا دم بھرتے ہیں کہ ان کی رفتار کردار اور گفتار میں عصمت کی جھلک ہو۔ وہ اپنے امامؑ امام عصر کو صاحب الزماں کو ہرگز رنجیدہ نہیں کریں گے۔ ان کے اعمال ان کے امامؑ کے حضور میں پیش کیے جاتے ہیں۔ اور وہ اپنے امامؑ کے حضور میں اپنے بداعمال پیش نہیں کریں گے۔ وہ کوشش کرتے ہیں کہ وہ نیکوکار اور ابرار رہوں تاکہ سیدالابرار کی فوج میں شامل ہوسکیں۔

---

۱ بحار ج ۶۸ ص ۱۶۷ - ۱۹۰

۲ بحار ج ۶۸ ص ۱۶۷ - ۱۹۰

فصل ۳۶

حضرت فاطمہ زہراؑ

کی

اولاد پاک

طاہرین اور معصومینؑ

پر

درود و سلام

واذا د رب العرش ان یلقی بیہما

شجر کریم العرق والاغصان

فقضی فزوجہا علیاً انہ

کان الکفو لہا بلا نقصان

وقضی الالہ من ان تولد منہما

ولدان کالقمرین یلتقیان

سبطا محمد الرسول وفلذتا

کبد البتول کذاک یعتلقان

فبنی الامامۃ والخلافۃ والہدی

بعد الرسالۃ ذانک الولدان

مشیت پروردگار نے چاہا کہ ان کے وجود ذی وجود سے شجر عصمت و طہارت امامت اور ہدایت رشد کرے۔

اسی لیے فرمان الٰہی سے حضرت علی ع کے ساتھ انکا رشتہ ہوا کہ معصوم کے ساتھ معصومہ ع کی شادی قرار پائے یہ پیوند خدائی ہے۔ اس میں کسی طرح کا نقص نہیں ہوگا۔

پھر مشیت الٰہی کا یہ حکم ہوا کہ عصمت وطہارت کے دو دریاؤں کے سنگم سے لولو و مرجان کا ظہور ہو۔ اور قمر امامت کا نور ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ص کے دو نواسے پیدا ہوں اور ان کے وسیلہ سے خیر کثیر کی تفسیر میں کوثر کا نزول ہو، اور نسل بتول ع سے زمین آباد ہو۔

اور فاطمہ کا گھر امامت وخلافت اور ہدایت کا مرکز ہو، اور ختم

نبوت کا کمال، حسن اور حسین ع کی امامت میں نمایاں ہو۔

حدیث: اللہ تعالیٰ نے سورہ رحمٰن میں "مرج البحرین یلتقیان" کو نازل فرمایا!

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے دو دریا جاری کیے ہیں علی بن ابی طالب علم کا سمندر ہیں اور فاطمہ ع بحر نبوت ہیں اللہ تعالیٰ نے دونوں دریاؤں کو ایک سنگم پر ملایا۔ اور دونوں کی اصل حضرت رسول خدا کو قرار دیا۔

اے گروہ جن اور انس تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا کفران مت کرنا۔

ہمیشہ حضرت علی ع کی ولایت اور فاطمہ زہرا ع کی مودت اور محبت کا دم بھرتے رہنا۔ اور تمہاری ہدایت کے لیے ہم نے انکے وجود سے حسن اور حسین ع کو خلق کیا اور انھیں تمہارا امام قرار دیا اور ہمارے رسول ص نے اس کا اعلان کر دیا۔ [1]

بحر عصمت وطہارت سے پنجتن کے نام نامی پر سب پانچ موتی اور ہونگے، لولو اور مرجان پیدا ہوئے یعنی امام حسن مجتبیٰ وامام حسین سید الشہداء اور زینب وام کلثوم اور محسن شہید ع پیدا ہوئے۔ یہ اسماء مبارکہ وحی الٰہی کے اشارہ سے حضرت محمد مصطفیٰ ص نے رکھے ہیں۔

حسن اور حسین ع سے ہر خاص وعام آشنا ہے یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص مسلمان ہوتے ہوئے حسنین ع کا عارف اور ان کے حق کا معترف نہ ہو۔

حضرت رسول خدا ص کی وہ مشہور ومعروف حدیث ہر شخص کو

---

(۱) مناقب ابن شہر آشوب ج ۳ ص ۳۱۹

از بر ہے۔

ابنای ھذان امامان قاما او قعدا،

میرے یہ دونوں فرزند امام ہیں چاہے صلح کریں اور یا جنگ کریں دونوں شاہزادوں کی شان میں مسلمانوں نے بے شمار کتابیں لکھی ہیں۔

حضرت سیدہ زینب کبریٰ علیہا السلام

حضرت زینبؑ کی ولادت مسعود پانچ ہجری پانچویں جمادی الاول کو واقع ہوئی۔ ماہ شعبان ۵ سن چھٹی ہجری بھی ولادت کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔ ہمارے نزدیک ۵ جمادی الاول ۵ھ ہجری معتبر تاریخ ہے۔

حضرت زینبؑ کی ولادت کے بعد حضرت علیؑ نے حضرت رسولِ خدا صلعم سے درخواست کی کہ نومولود صاحبزادی کا نام رکھدیں۔ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا۔ اس کا نام بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے رکھا جائیگا حضرت جبرئیل امینؑ نازل ہوئے اور عرض کیا اے خدا کے رسولؐ رب جلیل نے درود وسلام کے بعد فرمایا! اس صاحبزادی کا اسم گرامی زینب رکھا جائے۔ اور اس کے بعد جبرئیل نے حضرت زینب پر ڈھائے جانے والے مصائب وآزار کا تذکرہ کیا ان مصائب کے ذکر سے حضرت رسول خداؐ بڑی شدت سے روئے۔ اور حضور سرورِ دو عالمؐ نے فرمایا۔ جو شخص میری اس بیٹی کے مصائب پر اشک بہائیگا تو اسکو وہی ثواب ملے گا کہ جو اس کے بھائیوں حسن اور حسینؑ کے مصائب کے بیان پر آنسو بہانے کا۔ اللہ تعالیٰ نے ثواب قرار دیا ہے۔ اور ان کا اسم گرامی زینب کبریٰ قرار دیا گیا اور صدیقہ صغریٰ

بھی انھیں کہا جاتا ہے [1]

ان کے القاب ہیں!

عالمہ غیر معلمہ۔ نائبۃ الزہراء ع
نائبۃ الحسین، ملیکہ۔ عقیلہ۔ عدلیہ
شریکۃ الحسین ع، کفیلہ امامت، سلالۃ الامامت
وولایت۔ عقیلہ نبوت۔ باکیہ۔ امینۃ اللہ

مظلومہ [2]

علامہ سید عبدالحسین شرف الدین (رہ) کہتے ہیں حضرت زینب سلام اللہ علیہا۔ چمن رسالت اور آغوش عصمت وطہارت کے پروردہ پھول کا نام ہے کہ جو اپنے خاندان کی زینت ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نشانی ہیں۔ وہ شریکۃ الحسین اور محافظ امامت ہیں اور پیغمبر حسینیت ع ہیں [3]

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید رضا صدر حفظہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس طرح ان کے جد بزرگوار نے اللہ کی رسالت کی تبلیغ کا کام ابو قبیس پہاڑ کی بلندی سے شروع کیا تھا حضرت زینب ع نے اپنے بھائی امام حسین ع کی شہادت کی کتاب کی تبلیغ کو شتران بے کجاوہ کی پشت سے شروع کیا ہے [4]

علامہ شیخ جعفر نقدی! کہتے ہیں۔

---

[1] زینب کبریٰ نقدی ص ۱۶ - ۱۷

[2] خصائص الزینب۔ انوار القدسیہ وعقیلہ وحی سید شرف الدین۔

[3] عقیلہ الوحی ص ۲۴ - [4] امام حسین پیشوائے شہیدان

حضرت زینب ع زبان رسالت چوسکر پلی بڑھیں اور آغوش عصمت وطہارت امامت اور ولایت میں پروان چڑھیں حضرت علی مرتضیٰ ع اپنے ہاتھ سے انھیں کھانا کھلایا کرتے اور حضرت فاطمہ زہرا ع چشمہ عصمت وطہارت سے سیراب کیا کرتیں۔ زینب اس خدائی یادگار کا نام ہے کہ پنجتن پاک نے جسکی تربیت کی ہے [1]

علامہ ما مقانی (رہ) کہتے ہیں کہ زینب کون ہے زینب! تم کیا جانو کہ زینب کون ہے؟ زینب عقیلہ بنی ہاشم کا نام ہے۔ رسولِ خدا ص کی نواسی کا نام زینب ہے۔ علیٰ مرتضیٰ ع کی راج دلاری کا نام زینب ہے۔ فاطمہ زہرا ع کی وارث کا نام زینب ہے امام حسن اور حسین ع کی ہمشیرہ کا نام زینب ہے اور شریکۃ الحسین ع کا نام زینب ہے۔ ان کے اوصاف وصفات اور فضائل کا کیا بیان ہو۔

ہر لحاظ سے وہ ثانی زہرا ع ہیں صدیقہ صغریٰ ہیں۔ ان کے صبر و ثبات۔ ایمان و یقین کو کربلا میں دیکھو۔ انکی فصاحت و بلاغت میں دیکھو تو معلوم ہو گا کہ امیر المومنین علی ع بول رہے ہیں، وہ عصمت کسبی کے انتہائی کمال پر فائز تھیں۔ وہ رسالت حسینیت ع کی آخری اور پہلی پیغمبر ہیں۔ اے عصمت و امامت اور ولایت خدا کی پاسبان تجھ پر سلام۔ تجھ پر درود۔

علامہ ابن اثیر کہتے ہیں: زینب بی بی عقل کل کا نام ہے وہ عقیلہ بنی ہاشم تھیں۔ حضرت علی ع نے اپنے برادر زادہ عبداللہ بن جعفر کے

---

[1] زینب کبریٰ ص ۱۹ -

ساتھ انکی شادی کی۔ عون اور محمد ان کے فرزند تھے اور کربلا میں اپنے بھائی امام حسینؑ پر انھیں فدا کر دیا۔

حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد انھیں قیدی بنا کر دیار بہ دیار شہر بہ شہر تشہیر کیا گیا اور انہوں نے امام سجاد کی حفاظت کی۔ [1]

ابوالفرج اصفہانی اپنی کتاب مقاتل الطالبین میں کہتے ہیں کہ زینب عقیلہ بنی ہاشم کا نام ہے۔ وہ حضرت فاطمہ زہراؑ علی مرتضیٰ کی وارث ہیں۔ کمالات و فضائل میں وہ ثانی زہراؑ ہیں عبداللہ بن عباس نے حضرت فاطمہ زہراؑ کا باغ فدک کی بازیابی کے سلسلہ میں ارشاد کردہ خطبہ فدکیہ بی بی زینبؑ کی لسانی بیان کیا ہے۔

عبداللہ بن عباس نے کہا کہ مجھ سے ہماری عقیلہ زینب کبریٰؑ نے بیان کیا ہے۔

جنات الخلود میں ہے "زینب کبریٰ زہد و ورع شجاعت اور تدبیر میں اپنے بابا جانؑ کی وارث تھیں۔ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے بعد اہل بیت اور بنی ہاشم کے تمام امور کا انھیں اختیار تھا۔ [2]

علامہ اسد حیدر! بیان کرتے ہیں! وہ کونسے مصائب و آزار تھے کہ جو حضرت زینب کبریٰ نے برداشت نہ کئے ہوں۔ ان کے مصائب کا بیان سنکر پتھر دل بھی پانی ہو جاتے ہیں۔ بازاروں اور درباروں میں بے پردہ تشہیر کیا جانا۔ اور تازیانوں پر تازیانے کھانا اور

---

[1] اسد الغابہ ج ۷ ص ۱۲۲ [2] زینب کبریٰ نقدی ص ۲۷

آنکھوں میں آنسوؤں کو روکنا صرف اور صرف بی بی زینب کا کام تھا اگر ابن زیاد اور یزید لعین کے دربار میں حضرت زینبؑ کبریٰ کی آنکھیں نم ہوتیں تو دشمن اس حالت کو دیکھ کر خوش ہوتا۔ اس کی یہ خواہش تھی کہ حضرت رسولؐ کی بیٹیوں کو فریاد کناں دیکھتا وہ اپنی دادی ہندہ جگر خور کی فریاد و فغاں کا انتقام لینا چاہتا تھا۔ دشمن اسلام اچھی طرح جانتا تھا کہ وارث محمدؐ اہل بیت ہیں اور خلیفہ اور خلافت سے اگر دور کا بھی اسلام اور بانی اسلام سے تعلق ہوتا تو اسلام کے دشمن رسولِ خداؐ کے خلیفہ نہ بن جاتے۔ یزید نے جب دیکھا کہ اہل بیت رسولؐ اس کے سامنے ذرا بھی بے تابی اور گریہ و زاری نہیں کرتے تو اس نے حضرت امام حسینؑ کے دندانِ مبارک کو اپنی چھڑی سے پریشان کرنا شروع کیا۔ اور کہا اے کاش بدر و احد اور حنین و خندق میں قتل ہو جانے والے میرے آباء و اجداد ہوتے تو وہ خوشی کے مارے پھولے نہ سماتے اور کہتے اے یزید تو نے ہمکو خوش کر دیا اور محمدؐ کے وارثوں سے ہمارا انتقام لے لیا۔ آج ابوسفیان کی پیغمبری کا دم بھرنے والے عزائے حسینؑ سے چراغ پا ہوتے ہیں اور شمع حسینیت کو بجھانے کی تدبیر کرتے ہیں۔

حضرت زینب کبریٰ نے امام سجاد کی حفاظت کی اور وہ امامت اور ولایت الہٰی کو بھڑکتے شعلوں کی زد سے بچا لائیں اور انہوں نے کربلا کے بعد بھی ابن زیاد لعین اور یزید خبیث کی تلوار سے امام سجاد کو بچایا۔ جس طرح طوفان اور تیز آندھیوں میں کسی بھی پہاڑ کو جنبش نہیں ہوتی۔ اسی طرح فاطمہؑ کی وارث، عزم حسینی کو لیکر کوفہ اور شام

میں رسالت حسینیت کی تبلیغ کر کے اپنے جد کے مزار پر واپس پلٹ کر آئی ہے جب ظالم ان کے اوپر ستم ڈھا رہے تھے۔ اور پشت پر تازیانے مار رہے تھے۔ تو وہ شکر خدا ادا کرتی تھیں اور خدا کی خوشنودی کی طالب گار ہوتی تھیں۔

حضرت زینب کبریٰ اور عبادت الٰہی!

حضرت زینب کبریٰؑ عبادت الٰہی میں بھی ثانی زہراءؑ تھیں وہ ہر شب نماز تہجد اور قرآن مجید پڑھا کرتیں۔ اور انہوں نے اپنی زندگی میں کبھی نماز تہجد اور تلاوت قرآن کو ترک نہیں کیا حضرت امام سجاد فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ شام غریباں میں بھی آپ نے نماز تہجد کو فراموش نہیں کیا۔ میں نے دیکھا کہ محرم کی رات کو آپ نشستہ نماز تہجد پڑھ رہی تھیں۔

جب امام حسینؑ اپنی بہن سے خدا حافظ کہکر رخصت ہو رہے تھے تو فرمایا تھا۔ بہن نماز تہجد میں اپنے بھائی کو فراموش مت کرنا۔

امام سجاد فرماتے ہیں ہمکو قید خانہ میں دن و رات میں ایک سوکھی روٹی دی جاتی تھی اور میری پھوپھی اماں اپنا کھانا بچوں کو کھلا دیا کرتیں اور اس طرح تین روز تک بغیر کچھ کھائے گزار دیا کرتی تھیں۔ [1]

---

[1] میرا ایمان ہے کہ زینب عالیہ اپنے ماں جائے امام حسینؑ کی بھوک اور پیاس کو یاد رکھا کرتیں۔ اور تیسرے روز بقدر حیات کچھ نوش کر لیا کرتیں۔ (مترجم)

وہ نماز فریضہ ایستادہ اور نافلہ بیٹھکر پڑھا کرتیں میں نے دریافت کیا پھوپھی اماں آپ نافلہ بیٹھ کر پڑھتی ہیں؟ تو فرماتیں سید سجاد بھوک کی شدت سے کھڑے ہونے کی طاقت نہیں رہتی میں اپنے حصہ کا کھانا یتیموں کو کھلا دیتی ہوں اور اس طرح تین روز گرسنہ رہ جاتے ہیں۔ کیونکہ ستم گاروں کی طرف سے ہر قیدی کو دن و رات میں ایک سوکھی روٹی دی جاتی ہے۔

زینب کبریٰ اور انکی پردہ داری!

یحیٰ المازنی کہتے ہیں! مدینہ منورہ میں ایک عرصہ تک حضرت امیرالمومنین کا میں ہمسایہ تھا۔ خدا کی قسم میں نے حضرت علیؑ کے اہل حرم سے کسی کی آواز تک نہیں سنی۔ حضرت زینبؑ جب اپنے جد بزرگوارؐ کے روضہ کی زیارت کے لیے جایا کرتیں تو رات کے اندھیرے میں اس شان سے جاتیں کہ دائیں طرف امام حسن بائیں جانب امام حسینؑ اور جلو میں حضرت امیرالمومنین علیؑ ہوا کرتے اور جب روضہ کے قریب پہنچ جاتیں تو حضرت امیرالمومنینؑ بڑھکر چراغ خاموش کر دیا کرتے ایک روز امام حسینؑ نے اپنے بابا جان سے چراغ خاموش کرنے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ ڈرتا ہوں کہ کسی نامحرم کی نگاہ تمہاری بہن پر نہ پڑ جائے۔

حضرت زینب کا بلند مرتبہ!

حضرت زینب کبریٰ جب امام حسن اور حسینؑ کی خدمت میں

حاضر ہوا کرتیں تو دونوں بھائی انکی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جایا کرتے۔ اور اپنی مسند پر انھیں بٹھایا کرتے۔

سید جعفر آل بحر العلوم طباطبائی کہتے ہیں! ایک روز حضرت زینب حضرت امام حسن کے گھر آئیں اور امام حسن اس وقت قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے۔ اور جیسے ہی بہن پہونچیں قرآن کو رحل پر رکھا اور تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔[1]

حضرت امام سجاد انھیں عالمہ غیر معلمہ کہا کرتے تھے حضرت زینب کبریٰ شہر کوفہ میں خواتین کے لیے قرآن اور تفسیر قرآن کا درس دیا کرتی تھیں۔ ایک روز "کھیعص" کی تفسیر کر رہی تھیں کہ حضرت امیر المومنین تشریف فرما ہوئے۔ اور فرمایا! نورِ نظر میں نے سنا ہے کہ تم خواتین کے لیے "کھیعص" کی تفسیر بیان کر رہی ہو۔ عرض کیا! ہاں بابا جان۔

حضرت امیر المومنین نے فرمایا! نور نظر یہ تمہارے مصائب کا رمز ہے۔ عترت رسول خدا پر ڈھائے جانے والے مصائب کا رمز الٰہی ہے اس کے بعد آں حضرت امیر المومنین نے اسکی تفسیر اور شرح بیان فرمائی حضرت زینب کربلا کے واقعات اپنے بابا جان کی زبانی سنکر شدت سے روتی رہیں۔

حضرت زینب کا صبر!

---

[1] زینب کبریٰ نقدی ص ۲۲ - ۲۹ -

حضرت زینب ثانی زہرا ہیں۔ فاطمہ کی وارث ہیں اور علی مرتضیٰ کی بیٹی ہیں۔ انہوں نے شہادت کی آغوش میں آنکھیں کھولیں اور صبر و شجاعت کے چشمہ سے سیراب ہوئی ہیں۔

وہ شب عاشور تک زینب ہیں لیکن شام غریباں میں عباس ہیں۔ علی ہیں اور حسین ہیں اور ۱۱ محرم سنہ ۶۱ ھجری سے اپنی زندگی کے آخری لمحات تک وہ پیغمبر ہیں، پیغمبر حسینیت۔

جب امام حسین کا سرانور جدا ہو گیا اور ان کا لاشہ بے گور و کفن پڑا رہا۔ تو انہوں نے اپنی رسالت کا آغاز ان الفاظ سے کیا!

مدینہ منورہ کی طرف رخ کیا! فریاد کی "یا محمداہ، ھٰذا حسین بالعراء مرمل بالدماء مقطع الاعضاء، وبناتک سبایا وذریتک مقتلة"

اے محمد یہ تمہارا حسین بے کفن اپنے خون میں غلطاں پڑا ہے۔ انکے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہیں اور آپکی بیٹیاں اہل بیت قیدی بنائی گئی ہیں اور آپکی اولاد کو قتل کر دیا گیا"

حضرت زینب کی یہ رسالت دشمنوں کے دلوں میں بھی اثر کرنے لگی اور سب دہاڑ مار کر رونے لگے۔

حضرت زینب کبریٰ نے آسمانوں کی طرف ہاتھوں کو بلند کیا اور عرض کیا!

الٰھی تقبل منا ھٰذا القربان

پروردگار ہماری قربانیوں کو قبول فرما"

ایک شاعر اہلبیت ماسٹر مسعود صاحب بزبان امام حسین بیان

کرتے ہیں!

کام جو ہمارا تھا جب وہ ہوگیا پورا
تب بڑھی بہن آگے دینے امتحاں اپنا

سسکیوں میں بدلے تھے قہقہے سر دربار
یوں بہن نے بدلا تھا رنگ داستاں اپنا

امام حسینؑ کی بیٹی بی بی سکینہ نے بھی شام غریباں ہی میں سینہ سرور دو عالمؐ سے حسینی پیغام حاصل کیا تھا۔

شیعتی ما ان شربتم عذب ماء فاذکرونی
او سمعتم بغریب أو شہید فاندبونی

میرے شیعو جب بھی ٹھنڈا پانی پینا۔ مجھکو یاد کرنا۔ اور جب کسی غریب الوطن یا مسافر کا حال سنو یا کسی شہید مظلوم کا بیان سنو تو مجھ پر رونا۔

جب ۱۲ محرم سنہ ۶۱ ھجری کو اہل حرم رسولؐ کو مسلمان بندی بنا کر لے جا رہے تھے تو مقتل شہداء کی طرف سے اسیروں کو لے جایا گیا۔ حضرت امام سجادؑ نے اپنے بابا جانؑ کے پائمال سم اسپاں لاشۂ بے سر کو دیکھا تو ان کا چہرۂ انور متغیر ہوگیا۔

اس وقت حضرت زینب کبریٰؑ نے کہا!

اے بقیۂ خدا اور میرے نانا جان و پدر بزرگوار اور بھائی جانی کی نشانی میں کیا دیکھ رہی ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے جسم سے جان نکل رہی ہے۔ میرے لعل صبر کرو۔ خدا کی قسم یہ جو کچھ بھی ہوا ہے وعدۂ الٰہی کے تحت ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے جدِ بزرگوار اور پدرِ عالیمقام

سے عہد لیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قسم کے ساتھ یہ میثاق لیا ہے۔ اور اس نے وعدہ کیا ہے کہ روئے زمین پر بسنے والے فرعونوں کو ضرور دکھا دیگا۔

انھیں فرعونوں نے اہل بیت کے جسموں کے ٹکڑے کیئے ہیں۔ تمہارے بابا جان کے روضۂ انور پر اسلام کا پرچم بلند ہوگا۔ اور اس خونِ ناحق کا ایک قطرہ بھی ضائع نہیں ہوگا۔ اور دن، رات میں ہر جگہ تمہارے بابا جان کی یاد بپا ہوگی کفر و ضلالت کے روسیاہ شیاطین ذکر حسینؑ کو مٹانے کی کوشش کریں گے۔ وہ خود مٹ جائیں گے اور ذکرِ حسینؑ کو نہیں مٹا سکیں گے۔ اور ہر روز ماتم حسین میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ [1]

نجم آفندی شاعر اہل بیت نے ۱۹۵۰ء کے قریب ایک نوحہ میں اس حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

اہل زمیں کی چاند ستاروں پہ ہے نظر
ممکن ہے کامیاب رہے چاند کا سفر
ہے اپنی اپنی فکر میں ہر قوم ہر بشر،
مردان حق شناس کا جانا ہوا اگر
عباس نامور کا علم لے کے جائیں گے
ہم چاند میں حسین کا غم لے کے جائیں گے [2]

---

[1] مقتل الحسین ص ۳۹۶ - ۳۹۹
[2] شاعر اہل بیت حضرت نجم آفندی مرحوم نے یہ نوحہ ۱۹۵۰ء میں پڑھا تھا۔ اسوقت تسخیر ماہ کی مہم کا آغاز ہی تھا اس کے بیس سال کے بعد فرزند آدم کے ۱۹۷۱ء میں پہلی مرتبہ چاند پر قدم پڑے۔

حضرت زینب کبریٰ کا مزار اطہر!

حضرت زینب کبریٰ کا روضہ دمشق میں واقع ہے قید شام سے چھوٹ کر ربیع الاول ۶۲ سنہ ہجری میں مدینہ واپس آئیں۔

اور ربیع الثانی میں یزید نے پھر امام سجادؑ کو شام طلب کیا تو امامت کی پاسبان بنکر حضرت زینب کبریٰ بھی اس سفر میں ساتھ رہیں۔ اس مرتبہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار بھی ہمراہ تھے اور آپنے ۱۵ رجب بروز یکشنبہ ۶۲ ہجری کو شہادت پائی۔ اور وہیں سکینہ بی بی کے شہر میں سپرد زمین کی گئیں۔ آج انکا مزار قصر حسینیت بن چکا ہے۔ اور دنیا بھر سے زوار آکر شریکۃ الحسینؑ کے حضور میں اپنا نذرانہ ایمان اور عقیدت پیش کرتے ہیں۔

مدینہ منورہ اور مصر میں بھی حضرت زینب کا مزار ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ مزار ہمنام زینب کے ہوں اور اسم کا اثر مسمّٰی نے کسب کیا ہو۔

حضرت زینب کبریٰ کے بارے میں بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں!

حضرت زینب صغریٰ ام کلثوم

حضرت زینب صغریٰ ام کلثوم کی ولادت سن ساتویں ہجری میں ہوئی، گلستان زہراءؑ کا چوتھا پھول ہیں۔ آغوش مصطفوی کی زینت ہیں حضرت پیغمبر اسلام نے اپنی زبان چسا کر اپنی نواسیوں کو فرزندوں ہی کی طرح پرورش کیا ہے۔

معرکہ کربلا میں اپنے بھائی جانؑ کے ہمراہ تھیں اور قید شام میں اپنی بڑی بہن حضرت زینب کبریٰ کے شانہ بشانہ رہی ہیں۔

قید شام سے چھوٹ کر مدینہ واپس آئیں اور ۱۴ مہینے کے بعد رحلت فرماگئیں۔

حضرت علیؑ نے اپنے برادر زادہ محمد بن جعفرؑ کے ساتھ ان کی شادی کی۔

حضرت رسول خداؐ نے حضرت علی اور جعفرؑ کے فرزندوں کو دیکھ کر ارشاد فرمایا!

بناتنا لبنینا و بنونا لبناتنا۔[1]

ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لیے ہیں اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لیے ہیں!

---

[1] من لا یحضرہ الفقیہ، ج ۳ ص ۳۹۳ باب الاکفاء

دشمنانِ اہلِ بیتؑ افترا اور دروغ گوئی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ ثابت کرتے ہیں کہ مسلمانوں نے جن لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا یا جو لوگ بقلم خود خلیفہ بن گئے تھے۔ وہ اہلِ بیت رسولؐ سے محبت اور مودت کرتے تھے۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے باغ فدک کو غصب کرنا اور حضرت فاطمہ زہراؑ کو شہید کرنا اور پھر اہلِ بیت رسولؐ کے نام و نشان کو مٹانا اور اولادِ رسولؐ کو قتل کرنا وغیرہ وہ حقائق ہیں کہ جو آنکھوں کے اندھوں کو نظر آتے ہیں۔ لیکن حق کے دشمنوں کی زبان پر ابھی تک وہی آلاپ ہے۔ "آباوہ آئے گی"، عمر خطاب ہی نے حضرت فاطمہ زہراؑ کو شہید کیا تھا، اور عمر خطاب کو جب خلافت ملی تو انکی عمر ساٹھ سال تھی اور حضرت رسولِ خداؐ کی نواسی کی عمر ۵ سال تھی، پھر عمر سے حضرت علیؑ کی دشمنی برقرار رہی تھی۔ حضرت عمر نے جب ابولؤلؤ فیروز کا نیزہ کھایا اور شوریٰ نامزد کی اور اس میں علیؑ کو بھی شامل کر دیا گیا تاکہ آسانی سے علیؑ کو قتل کر کے اسلام کا کام تمام کر دیں۔ عمر کی وصیت سے یہ حقیقت واضح ہے۔ پھر عمر کے بیٹے سے اس دشمنی آلِ رسولؐ کا ثبوت مل جاتا ہے۔

عبداللہ بن عمر نے حضرت علیؑ کی بیعت سے انکار کیا اور معاویہ کا ساتھ دیا۔ جنگِ جمل میں وہ حضرت عائشہ کے اونٹ کی نکیل تھامے تھے اور جنگِ صفین میں معاویہ کے گھوڑے کی رکاب تھاما کرتے تھے۔

ابن عبدالبر اور ابن حجر تاجی جیسے لوگوں نے اس داستان کو گڑھا ہے۔ یہ لوگ عقل کے اندھے اور آنکھوں کے پورے ہوتے ہیں اسلئے اہلِ بیتؑ کی دشمنی میں "آباوہ آئے گی" الاپتے پھرا کرتے تھے۔

علامہ مجلسی (رہ)، عمر خطاب کی اہلِ بیت رسولؐ سے دشمنی آشکار ہے۔ بھلا ماں کے قاتل کے ساتھ بیٹی کا رشتہ بھی ہوتا ہے؟ علماء شیعہ اس بات کو قبول نہیں کرتے اور سب نے اس رشتہ سے انکار کیا ہے۔

شیخ مفید (رہ)، فرماتے ہیں۔ حضرت امیرالمومنین علیؑ کی صاحبزادی ام کلثوم کی عمر خطاب کے ساتھ شادی کی بات جھوٹ ہے۔ اور غیر طبیعی اور خلافِ منطق ہے۔ زبیر بن بکار نے یہ داستان گڑھی ہے اور وہ شخص غیر معتبر ہے۔ زبیر بن بکار حضرت علیؑ کا سخت ترین دشمن تھا۔ اور حضرت علیؑ کی دشمنی میں وہ اسی طرح کی بے سر و دم باتیں الاپا کرتا تھا۔

اس داستان کا بانی زبیر بن بکار ہے۔ اور وہ حضرت علیؑ سے دشمنی رکھنے میں ثانی خطاب ہے۔

حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ مرجع الدینی سید ناصر حسین الموسوی "افحام الاعداء والخصوم" میں اس داستان کو جھوٹا ثابت کرتے ہیں۔ اہلِ سنت سے سبط ابن الجوزی تذکرہ الخواص میں اس قصہ کو مسترد کر دیتے ہیں۔

اہلِ حرم کا قافلہ جب مدینہ رسولؐ میں واپس پلٹ کر آیا تو حضرت ام کلثومؑ نے یہ نوحہ پڑھا!

مدینۃ جدّنا لا تقبلینا   فبالحسرات والاحزان جینا
الا فاخبر رسول اللہ عنّا   بانّا قد فجعنا فی ابینا
خرجنا منک بالاھلین جمعاً   رجعنا لا رجال ولا بنینا

وكنّا فی الخروج بجمع شمل — رجعنا خاسرين مُسلّبينا
وكنّا فی امان اللّٰه جهراً — رجعنا بالقطيعة خائفينا
ومولانا الحسين لنا انيس — رجعنا والحسين به رهينا
فنحن الضائعات بلا كفيل — ونحن النائحات على اخينا
الا يا جدّنا قتلوا حسينا — ولم يرعوا جناب اللّٰه فينا
الا يا جدنا بلغت عدانا — مناها واشتفى الاعداء فينا
لقد هتكوا النساء وحمّلوها — على الأقتاب قهراً أجمعينا

ا۔ محدث قمی (رہ) ص ۳۹۹ - ۴۷۱ -

اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہ زہراءؑ کی اولاد پر آتش دوزخ کو حرام کیا ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

والّذی اوحينا اليك من الكتاب هو الحق مصدقاً
لما بين يديه انّ اللّٰه بعباده لخبير بصير ۳۱ ثم اورثنا
الكتاب الذين اصطفينا من عبادنا فمنهم ظالمٌ لنفسه
ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخيرات باذن اللّٰه
ذٰلك هو الفضل الكبير ۳۲ جنات عدن يدخلونها
يحلّون فيها من اساور من ذهب ولؤلؤاً ولباسهم
فيها حرير ۳۳ وقالوا الحمد للّٰه الذی أذهب
عنّا الحزن انّ ربّنا لغفور شكور ۳۴ الذی
أحلّنا دار المقامة من فضله لا يمسّنا فيها نصب
ولا يمسّنا فيها لغوب ۳۵

حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں! مصطفین من عبادنا" سے مراد حضرت فاطمہ زہراءؑ کی اولاد ہے۔

سورہ الفاطر۔

حضرت امام صادق ؑ فرماتے ہیں! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت فاطمہ زہرا ؑ کی عظمت و مقام ہے۔ اور آں مخدومہ ؑ کی عظمت کے احترام میں اللہ تعالیٰ نے انکی اولاد پر آتشِ دوزخ کو حرام قرار دیا ہے۔

"ثم اورثنا الکتاب" کا مصداق وہی ذریت فاطمہ ہے حضرت فاطمہ زہرا ؑ کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے کتاب کو میراث میں قرار دیا ہے[1]

عبد خیر کہتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علی ؑ نے فرمایا! میں نے حضرت رسول خدا ص سے اس آیت کریمہ کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا تو حضرت ص نے فرمایا!

اس آیت کے مصداق تمہارے فرزند اور آل و اولاد ہیں روز قیامت تین گروہ اپنی قبروں سے برآمد ہونگے "ظالم لنفسہ" وہ لوگ کہ جو بغیر توبہ کئے مرگئے۔

ومنھم مقتصد "تمہاری اولاد میں وہ لوگ کہ جنکی نیکیاں اور برائیاں برابر ہیں۔ ومنھم سابق بالخیرات" وہ لوگ جنکی نیکیاں زیادہ اور برائیاں کم ہیں[2]

ابو ہاشم جعفری کہتے ہیں!

میں نے حضرت ابو محمد امام حسن عسکری ؑ سے اس آیت کریمہ کی تفسیر

۱؎ تفسیر صافی

۲؎ شواھد التنزیل ۔ ج ۲ ص ۱۰۵

کے بارے میں سوال کیا۔

حضرت امام حسن عسکری ؑ نے فرمایا! وہ سب کے سب آل محمد ص ہیں۔

"ظالم لنفسہ" وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے امام کی معرفت اور اقرار نہیں کرتے ہیں۔

"مقتصد" وہ لوگ ہیں کہ جنھیں امام ؑ کی معرفت ہے اور سابق بالخیرات باذن اللہ" سے مراد "امام" ہے۔

ابو ہاشم کہتے ہیں! یہ سنکر میری آنکھوں میں آنسوں بھر آئے۔ اور آل محمد ص کی عظمت اور شان کے بارے میں سوچتا رہا۔ حضرت امام حسن عسکری ؑ نے فرمایا! میں نے تمہیں بہت ہی عظیم بات بتائی ہے اب تم زیادہ سے زیادہ خدا کا شکر ادا کرتے رہو۔ اور آل محمد ص کی ریسمان سے تمسک کرو۔ روز قیامت لوگوں کو آئمہ ؑ کے ساتھ بلایا جائے گا۔ اے ابو ہاشم میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم حق پر ہو اور تمہارا انجام بخیر ہے[1]

حضرت امام رضا ؑ سے اولاد فاطمہ ؑ کے بارے میں سوال کیا!

حضرت امام رضا ؑ نے فرمایا! سابق بالخیرات "امام" المقتصد "امام معصوم ؑ کا عارف اور معرفت میں کامل اور وہ شخص کہ جو اپنے نفس پر ستم ڈھاتا ہے یہ وہ ہے کہ جو امام معصوم ؑ کی معرفت سے محروم ہے۔

حضرت امام رضا ؑ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے اس سے عترت طاہرہ کا ارادہ کیا ہے اگر امت چاہے تو اللہ تعالیٰ عترت طاہرہ کے وسیلے سے

۱؎ غایۃ المرام ص ۳۵۲

سب کو جنت میں جگہ دے۔ ان میں وہ لوگ بھی ہیں کہ جو خود اپنے پر ستم ڈھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جنت میں جگہ دے گا۔ کیونکہ عترت طاہرہ جنت کی وارث اور مالک ہیں۔

حضرت امام محمد باقر ؑ فرماتے ہیں!

اس آیت میں حضرت فاطمہ زہرا اور علی مرتضیٰ ؑ کی اولاد کا تذکرہ ہے!

اس میں خاص طور پر آئمہ اہل بیت ؑ کا ذکر ہے۔ سابق بالخیرات کا مصداق حضرت علی بن ابی طالب و حسن و حسین ؑ ہیں اور ہمارے شہید ہیں اور مقتصد وہ لوگ ہیں کہ جو دن میں روزہ دار اور رات میں عبادت الٰہی میں قیام کی حالت میں رہتے ہیں۔ اور وہ لوگ کہ جو اپنے پر ستم ڈھاتے ہیں۔ وہ باقی تمام دوسرے لوگوں کی مانند ہیں۔ اور انکی بھی مغفرت ہے [1]

حضرت رسول خدا ؐ نے ارشاد فرمایا!

اللہ تعالیٰ نے فاطمہ اور انکی اولاد پر آتش دوزخ کو حرام قرار دیا ہے [2]

---

[1] تفسیر صافی۔ اس آیت کے ذیل میں ملاحظہ ہو،

[2] مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۵۲۔ تاریخ بغداد خطیب ج ۳ ص ۵۴۔ ذخایر عقبی ص ۴۸۔ کفایتہ۔ کنجی شافعی ص ۲۲۲ ۔ ۲۲۳۔ احیاء المیت سیوطی ص ۲۵۷۔ جمع الجوامع کنزالعمال ج ۶ ص ۲۱۹۔ ابن حجر صواعق ص ۱۱۲۔ نورالابصار ص ۴۵، اس حدیث کے مشہور راوی اس طرح ہیں! حاکم، خطیب بغدادی، البزار، ابولعلی عقیلی، طبرانی۔ ابن شاھین، ابونعیم، محب طبری، ابن حجر متقی ہندی۔ ہیثمی، الزرقانی، صبان۔

عبداللہ بن مسعودؓ!

انما سمیت فاطمہ لان اللہ قد فطمہا و ذریتہا عن النار یوم القیامۃ [1]

حضرت فاطمہ زہرا ؑ کے اسم گرامی کی برکت اور فضل و شرف سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اور انکی اولاد کو دوزخ کی آگ سے قیامت میں محفوظ رکھا ہے۔

حضرت رسول خدا ؐ نے فرمایا!

ان اللہ غیر معذبک ولا احد من ولدک [2]

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ تم پر عذاب نہیں کریگا اور تمہاری اولاد میں بھی کسی کو عذاب نہیں دیگا۔

حضرت رسول خدا ؐ کی یہ حدیث!

"ان اللہ قد غفر لک ولذریتک"

اللہ تعالیٰ نے تمہاری اور تمہاری اولاد کی مغفرت فرمادی ہے۔

حضرت رسول خدا ؐ کا یہ ارشاد!

وعدنی ربی فی اهل بیتی ، میرے پروردگار نے میرے اہل بیت کے حق میں مجھ سے وعدہ کیا ہے۔

---

[1] تاریخ ابن عساکر۔ صواعق ۹۶۔ مواہب الدینیہ، الزرقانی ج ۳ ص ۲۰۳

[2] اپنی اسناد کے ساتھ طبرانی نے اس حدیث کو بیان کیا ہے اور ابن حجر نے اپنی صواعق میں اس حدیث کو صحیح اور متواتر بیان کیا ہے ص ۹۶ اور ۱۴۰۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا! کہ اولاد فاطمہ ع میں جو شخص اس کی توحید
اور میری نبوت و رسالت کا اقرار کریگا اسکو عذاب نہیں دیا جائے گا۔ ۱

حضرت رسولِ خدا ص نے فرمایا!

یا علی۔ ان اللہ قد غفرلك ولذریتك ولولدك و
لاهلك وشیعتك ولمحبی شیعتیك۔

اے علی ع اللہ تعالیٰ نے تمہاری اور تمہاری اولاد اور ذریت کی مغفرت
قرار دی ہے۔ تمہارے اہل اور شیعوں کی مغفرت فرمائی ہے تمہارے
شیعوں کے دوستوں کی مغفرت فرمائی ہے۔

حضرت رسول خدا ص نے ارشاد فرمایا!

یا علی انّ اوّل اربعة یدخلون الجنة انا وانت والحسن
والحسین، وذرارینا خلف ظهورنا وازواجنا خلف
ذرارینا، وشیعتنا عن ایماننا وعن شمائلنا اما ترضی
انك معی فی الجنة والحسن والحسین وذریتنا خلف
ظهورنا" ۲

اے علی ع سب سے پہلے جنت میں ہم چار تن جائیں گے میں اور تم اور حسن
اور حسین ع اور ہماری آل اولاد اور ذریت ہمارے پیچھے ہو گی۔ ہماری
بی بیاں ہماری ذریتوں کے عقب میں ہونگی۔ ہمارے شیعہ ہماری
دائیں اور بائیں سمت ہونگے۔ اور اے علی کیا تم اس بات سے خوش

۱ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۵۰ غدیر ج ۳ ص ۱۷۵ ص ۷۸ و ۷۹
۲ الغدیر ج ۳ ص ۱۷۶ - ۱۷۵ - و ص ۷۸ - ۷۹ -

نہیں ہو کہ جنت میں تم میرے ساتھ ہو اور حسن اور حسین اور ہماری ذریت
واولاد ہمارے پیچھے ہے۔

قسطلانی اپنی کتاب "المواہب" میں ابن مسعود کی حدیث بیان
کرتے ہیں!

اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول خدا ص کو الہام فرمایا! کہ بیٹی کا نام
فاطمہ قرار دیں۔ اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں اور ان کی اولاد کو
قیامت میں آتش دوزخ سے محفوظ رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت
رسولِ خدا ص کو بشارت دی ہے کہ آنحضرت ص کی اولاد اور ذریت کی موت
اسلام پر ہو گی۔ اور حالتِ کفر میں کسی کو بھی موت نہیں آئے گی! ۱

اللہ تعالیٰ اپنی کنیز خاص فاطمہ زہرا ع کے اکرام میں ان کی اولاد کے
گناہوں کی مغفرت فرمائے گا۔ اور توبہ کی نعمت سے سرفراز فرمائے گا۔

حافظ دمشقی اپنی اسناد کے ساتھ بیان کرتے ہیں!

حضرت رسولِ خدا ص نے حضرت فاطمہ ع سے فرمایا! اے فاطمہ ع
کیا تم جانتی ہو کہ تمہارا نام فاطمہ کیوں رکھا گیا؟

حضرت علی ع نے دریافت کیا اے خدا کے رسول ص آپ ہی فرمائیں
کہ اسکی کیا وجہ ہے؟

حضرت رسول خدا ص نے ارشاد فرمایا!

"ان اللہ عزّوجل قد فطمها وذریتها عن النار یوم القیامة"

۱ الزرقانی شرح مواہب ج ۳ ص ۲۰۳
علامہ سمہودی حدیث شفاعت۔ ابن عساکر نے بھی اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے انھیں اور انکی آل و اولاد کو قیامت کے روز دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھا ہے"۔

حضرت امام رضاؑ نے اپنی مسند میں بیان فرمایا ہے!

حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا!

اِنَّ اللّٰہ فطم ابنتی فاطمہ وولدھا ومن احبّھم من النّار"

اللہ تعالیٰ نے میری بیٹی فاطمہؑ کو اور انکی آل و اولاد کو اور ان کے دوستوں کو دوزخ کی آگ سے بچایا ہے۔

فصل ۳۷

حضرت فاطمہ زہراؑ کے خدمت گزار یا کنیزیں

حضرت فضہ!

حضرت رسولِ خدا ص نے اپنی نور نظر پارہ جگر فاطمہ اطہر ع کو ایک کنیز خدمت گزاری کے لیے عطا فرمائی کہ جسکو تاریخ اسلام فضہ بیان کرتی ہے۔ فضہ اپنے زمانہ کی مشہور عالمہ تھیں۔

مشارق الانوار میں حافظ البرسی (رہ) بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت فاطمہ زہرا ع کے گھر فضہ کنیز بنکر آئیں تو اہل بیت ع کے یہاں تلوار وزرع اور چکی کے علاوہ کوئی چیز نہیں تھی۔ فضہ علم کیمیا گری میں ماہر تھیں انہوں نے دھاتوں کو سونے میں بدل کر حضرت امیر المومنین علی ع کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت امیر ع نے فضہ کی تعریف کی اور فرمایا فضہ اس میں فلاں چیز کی کمی ہے۔ اگر اس کی آمیزش ہو تو بہترین قسم کا سونا ہو جائے اور رنگ بھی گہرا ہوگا۔

فضہ نے عرض کیا آقا کیا آپ علم کیمیا کو جانتے ہیں!

حضرت علی ع نے فرمایا! ہاں میں بھی جانتا ہوں اور یہ بچے حسن اور حسین ع بھی اس علم سے آشنا ہیں اور ہم اس سے بھی زیادہ عظیم علوم الٰہی کے حامل ہیں!

حضرت فضہ ہر بات کا قرآن مجید کی آیتوں سے جواب دیا کرتی تھیں اور قرآن کے ہی وسیلہ سے ہم کلام ہوا کرتی تھیں۔

ابوالقاسم القیسری کہتے ہیں! حضرت فضہ بیت اللہ کی زیارت

۱؎ بحار ج ۴۱ ص ۲۷۳-۲۷۴

کے لیے جا رہی تھیں کہ صحرا میں قافلہ سے بچھڑ گئیں۔

کسی نے دریافت کیا اے کنیز خدا تمہارا کیا نام ہے؟ تو فرمایا!

وَقُل سلام فسوف تعلمون" ۱؎

میں نے انہیں سلام کیا اور دریافت کیا کہ آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟

تو انہوں نے جواب دیا۔ ومن یہدی اللہ فما لہ من مضل ۲؎

میں نے کہا یہ بتائیں کہ آپ جن ہیں یا انسان ہیں؟

تو جواب دیا! یا بنی آدم خذوا زینتکم ۳؎

میں نے کہا آپ یہاں کہاں سے آئی ہیں؟

فرمایا! ینادون من مکان بعید " ۴؎

میں نے دریافت کیا کہ آپ کہاں جانا چاہتی ہیں؟

تو فرمایا! وللہ علی الناس حج البیت ،، ۵؎

میں نے دریافت کیا آپ اپنے قافلہ سے کب بچھڑی ہیں؟

فرمایا! ولقد خلقنا السموٰات والارض فی ستۃ ایام ۶؎

۱؎ الزخرف! ۸۹! اور کہو سلام۔ اور بہت جلد جان لوگے۔

۲؎ الزمر! ۳۸، اور اللہ تعالیٰ جس کی ہدایت فرمائے پھر اسکو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا!

۳؎ اعراف ۳۱! اے آدم ع کے بیٹو تم اپنی زینت اور آرائش کو حاصل کرو۔

۴؎ دور کی جگہ سے تمہیں بلاتے ہیں۔ فصلت ۴۴۔

۵؎ آل عمران ۹۱۔ لوگوں پر بیت اللہ کی زیارت واجب ہے۔

۶؎ بیشک ہم نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں خلق کیا ہے "ق" ۳۷۔

میں نے کہا! کیا آپ کھانا تناول فرمائیں گی؟

انہوں نے فرمایا! وما جعلناھم جسداً لا یاکلون الطعام [1]

میں نے ان سے درخواست کی کہ آپ جلدی نہ کریں!

تو فرمایا! لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا [2]

میں نے ان سے عرض کیا۔ آپ کو سواری درکار ہے؟

انہوں نے فرمایا! لو کان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا [3]

میں ناقہ سے اتر گیا اور انہیں سوار کیا تو انہوں نے فرمایا!

سبحان الذی سخر لنا ھذا [4]

جب قافلہ مل گیا تو میں نے عرض کیا آپ اپنے اہلِ قافلہ کو تلاش کر لیں۔

تو انہوں نے فرمایا! یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض [5]

وما محمد الا رسول [6] یا یحییٰ خذ الکتاب [7]

یا موسیٰ انی انا اللہ [8]

---

[1] ہم نے انھیں جسم قرار نہیں دیا اور وہ کھانا نہیں کھاتے (انبیاء ۸)

[2] بقرہ ۲۸۶۔ اللہ تعالیٰ طاقت سے زیادہ کسی نفس کو مکلف نہیں کرتا۔

[3] انبیاء ۲۲۔ اگر آسمان اور زمین میں متعدد خدا ہوتے تو زمین اور آسمان خراب ہو چکے ہوتے [4] وہ ذات پاک و پاکیزہ ہے کہ جس نے ہمارے واسطے اسکو مسخر کر دیا۔ الزخرف ۱۲ ۔ [5] ص ۲۵: اے داؤد ہم نے تمہیں روئے زمین پر خلیفہ قرار دیا ہے

[6] آل عمران ۱۳۸: حضرت محمدؐ صرف رسول ہیں۔ اللہ کے رسولؐ ہیں۔

[7] مریم ۱۲: اے یحییٰ کتاب کو مضبوطی کے ساتھ حاصل کرو۔

[8] طٰہٰ ۱۱-۱۲۔ اے موسیٰ میں اللہ ہوں۔ تمہارا پروردگار ہوں۔

انکی ان آیتوں کی تلاوت کی آواز پر چار جوانوں نے لبیک کہا۔ اور وہ دوڑ کر انکی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

میں نے دریافت کیا کیا یہ آپ کے اہل سے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا!

المال والبنون زینۃ الحیوٰۃ الدنیا [1]

جب ان لوگوں سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے فرمایا!

یا ابت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین [2]

انہوں نے مجھ کو انعام و اکرام سے نوازا اور فرمایا۔

واللہ یضاعف لمن یشاء [3]

انہوں نے اور مجھ کو اکرام سے نوازا۔

میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کون خاتون ہیں؟

تو انہوں نے کہا کہ یہ حضرت فاطمہ زہراؑ کی کنیز خاص اور ہماری مادرِ گرامی حضرت فضہ رضؓ ہیں۔ اور بیس سال کے عرصہ سے یہ صرف اللہ کی کتاب سے ہم کلام ہوتی ہیں [4]

حضرت فضہ رضؓ سورہ ہل آتی میں شامل ہیں۔ مالک بن دینار کہتے ہیں بموسم حج میں میں نے دیکھا کہ ایک خاتون اپنے کمزور و ناتواں اور لاغر ناقہ پر سوار ہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ لاغر ناقہ صحرا میں ایک جگہ

---

[1] الکہف ۴۶: مال و دولت اور بیٹے اور اولاد دنیوی زندگی زینت اور آرائش ہیں

[2] القصص ۲۶۔ اے پدر جان انھیں استخدام کریں اور ملازم رکھیں بہتر یہ ہے کہ طاقتور امانت دار کو ملازم رکھیں [3] اللہ تعالیٰ جسکے حق میں چاہے چند برابر افزائش کر دے البقرہ ۲۶۱

[4] بحار ج ۴۳ ص ۸۶ - ۸۷ -

بیٹھ گیا تو انہوں نے آسمان کی طرف سر بلند کیا اور کہا: تو نے مجھ کو میرے گھر میں نہیں چھوڑا اور اپنے گھر میں بھی داخل نہیں ہونے دیا۔ تیری عزّت و جلال کی قسم کھا کر تیری بارگاہ میں اعلان کرتی ہوں! اگر کوئی اور یہ کام میرے حق میں کرتا تو میں تیری بارگاہ میں اسکی شکایت کرتی۔ اسی عرصہ میں ایک شخص ناقہ لے کر خدمت میں حاضر ہوا اور وہ ناقہ پر سوار ہو کر مسجد حرام کی طرف چلی گئیں۔ میں جب مطاف میں پہونچا تو دیکھا کہ وہ طواف میں مشغول ہیں۔ میں نے انھیں قسم دیکر دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا! میں حضرت فاطمہ زہرا ع کی کنیز فضہ ہوں۔ [۱]

اُمِّ ایمن!

علی بن معمر کہتے ہیں!

حضرت فاطمہ زہرا ع کی شہادت کے بعد ام ایمن مکہ مکرمہ آگئیں اور وہ کہتی تھیں کہ اپنی مخدومہ کی رحلت کے بعد میں کبھی مدینہ نہیں گئی۔ ایک مرتبہ وہ جحفہ میں تھیں اور انھیں شدت کی پیاس محسوس ہوئی اور لبوں پر دم آگیا۔ انھوں نے آسمان کی طرف سر بلند کیا اور اللہ کی بارگاہ میں دعا کی اے میرے پروردگار تیرے نبی ص کی پارۂ جگر کنیز پیاسی ہے اور پیاس سے جاں بلب ہے؟

علی بن معمر کہتے ہیں! میں نے دیکھا کہ کوثر کے پانی سے چھلکتا ہوا ڈول جنت سے آگیا۔ انہوں نے وہ پانی نوش کیا۔ اور اس کے بعد سات

۱۔ بحار ج ۴۳ ص ۴۶۔

سال تلک انھیں بھوک اور پیاس نہیں لگی [۱]

حضرت فاطمہ زہرا ع کی انگوٹھی کے نگینہ پر یہ نقش کندہ تھا۔

"امن المتوکلون" "اللہ ولی عصمتی" "نعم القادر اللہ"

"سبحان من الجم الجن بکلماتہ"

جان و مال اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے یہ نقش کندہ کرا کر انگوٹھی پہنیں یہ شیاطین اور جنات کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے ہے۔ [۲]

۱۔ بحار ج ۴۳ ص ۴۶

۲۔ اللمعۃ البیضاء ص ۱۳۱

فصل ۳۵

حضرت فاطمہ زہراؑ

کی

شان میں شعراء کا

خراج عقیدت

سلام اس محسن اسلام پر کہ جسکو سقیفہ کے روز بطن مادرؑ میں شہید کر دیا گیا۔

سلام اس اُمّ شہداء پر کہ جس نے اپنے خون سے شجرۂ شہادت کو پروان چڑھایا۔ اور اسلام محمدی ۱۴ اور امامت الٰہیہ کی حفاظت کی۔

يا خليليّ احبسا لجرد المهارا   وابكيا داراً عليها الدهر جارا
وربوعاً أقفرت من أهلها   وغدت بعدهم قفراً بـرارا
حكم الدهر على تلك الرُّبى   فانمحت والدهر لايرعى ذمارا
كيف يرجى السلم من دهر على   أهل بيت الوحي قد شنَّ المغارا
لم يخلّف أحمد إلّا ابنةً   ولكَم أوصى إلى القوم مرارا
كابدت بعد أبيها المصطفى   غصصاً لو مسّت الطود لمارا
هل ترىهم أدركوا من أحمد   بعده في آله الأطهار ثارا
غصبوها حقّها جهراً ومن   عجب أن تغصب الزهرا جهارا
من لحاها إذ بكت والدها   قائلاً فلتبكِ ليلاً أو نهارا
ويلهم ماضرَّهم لو بكيت   بضعة المختار أياماً قصارا
من سعى في ظلمها؟ من راعها؟   من على فاطمة الزهراء جارا؟
من غدا ظلماً على الدار الّتي   تّخذتها الإنس والجنّ مزارا
طالما الأملاك فيها أصبحت   تلثم الأعتاب فيها والجدارا
ومِن النار بها ينجو الورى   من على أعتابها أضرم نارا
والنبيُّ المصطفى كم جاءَها   يطلب الإذن من الزهرا مرارا
وعليها هجم القوم ولم   تك لاثت لاوعلياها الخمارا
لست أنساها ويا لهفي لها   إذ وراء الباب لاذت كي توارا
فتك الرجس على الباب ولا   تسألنْ عمّا جرى ثمّ وصارا
لاتسلني كيف رضُّوا ضلعها   واسألنّ الباب عنها والجدارا
واسألنْ أعتابها عن محسن   كيف فيها دمه راح جبارا

واسألنْ لؤلؤ قرطيها لِماْ   انتثرت والعين لِمْ تشكو احمرارا
وهل المسمار موتور لها   فغدى في صدرها يدرك ثارا[1]

مالعيني قدغاب عنها كراها   وعراها من عبرة ماعراها
الدار نعمت فيها زمانا   ثمّ فارقتها فلا أغشاها
أم لحيّ بانوا بأقمار ثمّ   يتجلّى الدجى بضوء سناها
أم لخود غريرة الطرف تهوا – ني بصدق الوداد أو أهواها
أم لصافي المدام من مزة الطعـ – ـم عقار مشمولة أسقاها

حاش لله لست أطمع نفسي   آخر العمر في اتّباع هواها
بل بكائي لذكر من خصَّها اللّـ – ـه تعالى بلطفه واجتباها
ختم الله رسله بأبيها   واصطفاه لوحيه واصطفاها
وحباها بالسيّدين الزكيّيـ – ـن الإمامين منه حين حباها
ولفكري في الصاحبين اللذين اسـ – ـتحسنا ظلمها وما راعياها
منعا بعلها من العهد والعقـ – ـدوكان المنيب والأوّاها
واستبدّا بإمرة دبراها   قبل دفن النبيّ وانتهزاها
وأتت فاطم تطالب بالإر – ث من المصطفى فما ورّثاها
ليت شعري لم خولفت سنن القر – آن فيها والله قد أبداها
رضي الناس إذتلوها بمالم – يرض فيها النبيُّ حين تلاها
نسخت آية المواريث منها   أم هما بعد فرضها بدّلاها
أم ترى آية المودّة لم تأ – ت بودّ الزهراء في قرباها
ثمّ قالا أبوك جاء بهذا   حجّة من عنادهم نصباها
قال للأنبياءِ حكم بأن لا – يورثوا في القديم وانتهزاها
أفبنت النبيّ لم تدر إن كا – ن نبيّ الهدى بذلك فاها
بضعة من محمّد خالفت ما   قال حاشا مولاتنا حاشاها
سمعته يقول ذاك وجاءت   تطلب الإرث ضلّة وسفاها
هي كانت لله أتقى وكانت   أفضل الخلق عفّة ونزاها
أو تقول النبيّ قدخالف القرآ – ن ويح الأخبار ممّن رواها
سل بإبطال قولهم سورة النمـ – ـل وسل مريم الّتي قبل طاها
فهما ينبئان عن إرث يحيى   وسليمان من أراد انتباها
فدعت واشتكت إلى الله من ذا – ك وفاضت بدمعها مقلتاها
ثمّ قالت فنحلة لي من وا – لديّ المصطفى فلم ينحلاها
فأقامت بها شهوداً فقالوا   بعلها شاهد لها وابناها
لم يجيزوا شهادة ابني رسول الـ – ـله هادي الأنام إذ ناصباها
لم يكن صادقاً عليّ ولا فا – طمة عندهم ولا ولداها
كان أتقى لله منهم عتيق   قبح القائل المحال وشاها
جرعاها من بعد والدها الغيـ – ـظ مراراً فبئس ما جرعاها
أهل بيت لم يعرفوا سنن الجو – ر التباساً عليهم واشتباها
ليت شعري ما كان ضرّهما الحفـ – ـظ لعهد النبيّ لو حفظاها

كان إكرام خاتم الرسل الها ــ دي البشير النذير لو أكرماها
إنّ فعل الجميــل لم يأتياه وحسان الأخلاق ما اعتمداها
ولو ابتيع ذاك بالثمن الغا ــ لي لماضاع في اتّباع هواها
ولكان الجميل أن يُقطعاها فدكاً لا الجميل أن يقطعاها
أترى المسلمين كانوا يلومو ــ نها في العطاء لو أعطياها
كان تحت الخضراء بنت نبيّ صادق ناطق أمين سواها
بنت من! أمّ من! حليلة من! ويــ ـل لمن سنّ ظلمها وأذاها
ذاك ينبيك عن حقود صدور فاعتبرها بالفكر حين تراها
قل لنا أيّها المجادل في القو ــ ل عن الغاصبين إذ غصباها
أهما ما تعمّداها كما قلــ ــت بظلم كلاّ ولا اهتضماها
فلما ذا إذ جهّزت للقاء الــ ــله عند الممات لم يحضراها
شيّعت نعشها ملائكة الرحــ ــمن رفقاً بها وما شيّعاها
كان زهداً في أجرها أم عناداً لأبيها النبيّ لم يتبعاها
أم لأنّ البتول أوصت بأن لا ــ يشهدا دفنها فما شهداها
أم أبوها أسرّ ذاك إليها فأطاعت بنت النبيّ أباها
كيف ما شئت قل كفاك فهذي فرية قد بلغت أقصى مداها
أغضباها وأغضبا عند ذاك الــ ــله ربّ السماء إذ أغضباها
وكذا أخبر النبيّ بأن الــ ــله يرضى سبحانه لرضاها
لانبيّ الهدى أطيع ولافا ــ طمة أكرمت ولا حسناها
وحقوق الوصيّ ضيّع منها ما تسامى في فضله وتناهى
ــك كانت حزازة ليس تبرا حين رُدّا عنها وقد خطباها
رغداً يلتقون والله يجزي كلُّ نفس بغيها وهداها
فعلى ذلك الأساس بَنَت صا ــ حبة الهودج المشوم بناها
وبذاك اقتدت أميّة لمّا ــ أظهرت حقدها على مولاها
لعنته بالشام سبعين عاماً لعن الله كهلها وفتاها
ذكروا مصرع المشايخ في بد ــ ر وقد ضمخ الوصيّ لحاها
وبأُحد من بعد بدر وقد أتعــ ــس فيها معاطساً وجباها
فاستجادت له السيوف بصفيــ ــن وجرت يوم الطفوف قناها
لو تمكّنت بالطفوف مدى الد ــ هر لقبّلت تربها وثراها
أدركت ثارها أُميّة بالنا ــ ر غداً في معادها تصلاها

اشكر الله أنني أتوالى عترة المصطفى وأشنى عداها
ناطقاً بالصواب لا أرهب الأعــ ــداء في حبّهم ولا أخشاها
نح بها أيُّها الجذوعيُ واعلم أنّ إنشادك الّذي أنشاها
لك معنى في النوح ليس يضاهي وهي تاج للشعر في معناها
قلتها للثواب والله يعطي الــ ــأجر فيها من قالها ورواها
مظهراً فضلهم بعزمة نفس بلغت في ودادهم منتهاها
فاستمعها من شاعر علويّ حسنيّ في فضلها لايضاهى
سادة الخلق قومه غير شكّ ثمّ بطحاء مكّة مأواها[1]
تركوا عهد أحمد في أخيه وأذاقوا البتول ما أشجاها
وهي العروة الّتي ليس ينجو غير مستعصم بحبل ولاها
لم يرالله للرسالة أجراً غير حفظ الزهراء في قرباها
يوم جاءت بالمصاب إليهم ومن الوجد ما أطال بكاها
فدعت واشتكت إلى الله شكوى والرواسي تهتزُّ من شكواها
فاطمأنّت لها القلوب وكادت أن تزول الاحقاد ممّن حواها
تعظ القوم في أتمّ خطاب حكت المصطفى به وحكاها
أيُّها القوم راقبوا الله فينا نحن من روضة الجليل جناها
نحن من بارئ السماوات سرٌّ لو كرهنا وجودها ما براها
بل بآثارنا ولطف رضانا سطح الأرض والسماء بناها
وبأضوائنا الّتي ليس تخبو حوت الشهب ما حوت من سناها
واعلموا أننا مشاعر دين الــ ــله فيكم فأكرموا مثواها
ولنا من خزائن الغيب فيض ترِد المهتدون منه هداها
إن ترموا الجنان فهي من اللــ ــه إلينا هديّة أهداها
هي دار لنا ونحن ذووها لايرى غير حزبنا مرآها
وكذاك الجحيم سجن عدانا حسبهم يوم حشرهم سكناها
أيُّها الناس أيّ بنت نبيّ عن مواريثها أبوها زواها
كيف يزوي عنّي تراثيّ زاوٍ بأحاديث من لدنه ادّعاها
هذه الكتب فاسألوها تروها بالمواريث ناطقاً فحواها
وبمعنى « يوصيكم الله » أمر شامل للعباد في قرباها

كيف لم يوصنا بذلك مولا ـ نا وتلكم من دوننا أوصاها

هل رآنا لا نستحقُّ اهتداء   واستحقّت هي الهدى فهداها

أم تراه أضلّنا في البرايا   بعد علم لكي نصيب خطاها

مالكم قد منعتمونا حقوقاً   أوجب الله في الكتاب أداها

قد سلبتم من الخلافة خوداً   كان مناقناعها ورداها

وسبيتم من الهدى ذات خدر   عزّ يوماً على النبيّ سباها

هذه البردة الّتي غضب اللّـ ـه على كلّ من سوانا ارتداها

فخذوها مقرونة بشنار   غير محمودة لكم عقباها

ولأيّ الأمور تدفن سرّاً   بضعة المصطفى ويعفى ثراها

فمضت وهي أعظم الناس وجدا   في فم الدهر غصّة من جواها

وثوت لا يرى لها الناس مثوى   أيُّ قدس يضمُّه مثواها[1]

يا من يسائل دائباً   عن كلّ معضلة سخيفة

لا تكشفنّ مغطّاً   فلربّما كشفت جيفة

ولربّ مستور بدا   كالطبل من تحت القطيفة

إنّ الجواب لحاظر   لكنّني أخفيه خيفة

لولا اعتداء رعيّة   ألقي سياستها الخليفة

وسيوف أعداء بها   هاماتنا أبدى نقيفة

لنشرت من أسرار آ ـ ل محمّد جملاً طريفة

تغنيكم عمّا رواه   مالك وأبو حنيفة

وأريكم إنّ الحسيـ ـن أُصيب في يوم السقيفة

ولأيّ حال لحّدت   بالليل فاطمة الشريفة

ولما حمت شيخيكم   عن وطي حجرتها المنيفة

أوّه لبنت محمّد   ماتت بغصّتها أسيفة[2]

الضرم في الباب

أيضرم النار بباب دارها   وآية النور على منارها

وبابها باب نبيّ الرّحمة   وباب أبواب نجاة الأمّة

بل بابها باب العليّ الأعلى   فثَمّ وجه الله قد تجلّى

ما اكتسبوا بالنار غير العار   ومن ورائه عذاب النار

ما أجهل القوم فإنّ النار لا ـ تطفئ نور الله جلّ وعلا

الضلع المكسور

لكنّ كسر الضلع ليس ينجبر   إلّا بصمصام عزيز مقتدر

إذ رضّ تلك الأضلع الزكيّة   رزيّة لا مثلها رزيّة

ومن نبوع الدم من ثدييها   يعرف عظم ماجرى عليها

وجاوزوا الحدّ بلطم الخدّ   شلّت يد الطغيان والتعدّي

يا لثارات فاطمة

فاجرت العين وعين المعرفة   تذرف بالدمع على تلك الصفة

ولا تزيل حمرة العين سوى   بيض السيوف يوم ينشر اللوى

وللسياط رنّة صداها   في مسمع الدهر فما أشجاها

والأثر الباقي كمثل الدملج   في عضد الزهراء أقوى الحجج

ومن سواد متنها اسودّ الفضا   يا ساعد الله الإمام المرتضى

ووكز نعل السيف في جنبيها   أتى بكلّ ما أتى عليها

ولست أدري خبر المسمار   سل صدرها خزانة الأسرار

وفي جنين المجد ما يدمي الحشا   وهل لهم إخفاء أمر قد فشى؟

والباب والجدار والدماء   شهود صدق ما به خفاء

لقد جنى الجاني على جنينها   فاندكّت الجبال من حنينها

أهكذا يصنع بابنة النبيّ   حرصاً على الملك فيا للعجب

أتمنع المكروبة المقروحة   عن البكا خوفاً عن الفضيحة

تالله ينبغي لها تبكي دما   مادامت الأرض ودارت السما

لفقد عزّها أبيها السامي   ولا هتضامها وذلّ الحامي[1]

لبعض المتأخّرين:

إن قيل حوّاء قلت فاطم فخرها   أو قيل مريم قلت فاطم أفضل

أفهل لحوّاء والدٌ كمحمّد   أم هل لمريم مثل فاطم أشبل

كلٌّ لها حين الولادة حالة   منها عقول ذوي البصائر تذهل

هذي لنخلتها التجت فتساقطت   رطباً جنيّاً فهي منه تأكل

وضعت بعيسى وهي غير مروعة   أنّى وحارسها السريّ الأبسل

وإلى الجدار وصفحة الباب التجت   بنت النبيّ فأسقطت ماتحمل

سقطت وأسقطت الجنين وحولها   من كلّ ذي حسب لئيم جحفل
هذا يعنّفها وذاك يدعُّها   ويردُّها هذا وهذا يركل
وأمامها أسد الأُسود يقوده   بالحبل قنفذ هل كهذا معضل
ولسوف تأتي في القيامة فاطم   تشكو إلى ربّ السماءِ وتعوّل
ولترفعنّ جنينها وحنينها   شكاية منها السماء تتزلزل؟

للعلاّمة السيّد محمد نجل حجة الإسلام السيّد جمال الهاشميّ:

شعّت فلا الشمس تحكيها ولا القمر   زهراء من نورها الأكوان تزدهر
بنت الخلود بها الأجيال خاشعة   أم الزمان إليها تنتمي العصر
روح الحياة فلولا لطف عنصرها   لم تأتلف بيننا الأرواح والصور
سمت عن الأُفق لا روح ولا ملك   وفاقت الأرض لا جنّ ولا بشر
مجبولة من جلال الله طينتها   يرفّ لطفاً عليها الصون والخفر
خصالها الغرّ جلّت أن تلوك بها   منّا المقاول أو تدنو لها الفكر
معنى النبوّة سرّ الوحي قد نزلت   في بيت عصمتها الآيات والسور
حوت خلال رسول الله أجمعها   لولا الرسالة ساوى أصله الثمر
تدرّجت في مراقي الحقّ عارجة   لمشرق النور حيث السرّ مستتر

ثمّ انثنت تملأ الدنيا معارفها   تطوي القرون عياء وهي تنتشر
قل للذي راح يخفي فضلها حسداً   وجه الحقيقة عنّا كيف ينستر
أتقرن النور بالظلماءِ من سفه   ما أنت في القول إلّا كاذب أشر
بنت النبيّ الّذي لولا هدايته   ما كان للحـ[illegible] لا عين ولا أثر
هي الّتي ورثت حقّاً مفاخره   والعطر فيه الذ[illegible] الورد مدّخر
في عيد ميلادها الأملاك حافلة   والحور في [illegible] العليا لها سمر
تزوّجت في السماء بالمرتضى شرفا   والشمس يقرنها في الرتبة القمر

حضرت فاطمہ زہرا

بضعۃ الرسول

مولف

آیۃ اللہ شیخ احمد الرحمانی

مترجم

سید علی ابن الحسین الباقری

ناشر

شیعہ ورلڈ فیڈریشن آف لندن